امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ مولانا آفتاب عالم مفتاحی
■ سرمایۂ ملت کے نگہبان
■ رسول اللہ کی مکی زندگی
■ مدینہ ہم نے دیکھا ہے مگر نادیدہ نادیدہ
■ آسان راستہ
■ اخبار جہاں، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 42 مورخہ ۶ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۴ نومبر ۲۰۱۹ء روز سوموار

بین السطور

عصر حاضر میں تعلیمات نبوی کی معنویت

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اللہ رب العزت نے پہلے دن سے ہی انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے انبیاء ورسل کو مبعوث کیا، بلکہ جب اس دنیا میں کوئی انسان نہیں تھا صرف آدم علیہ السلام تھے، اس ایک انسان کو نبی بنایا، دنیا آباد ہوتی گئی، آبادیاں بڑھتی رہیں، کائنات کا نظام وسیع ہوتا رہا اور اس وسعت کے حساب سے انبیاء ورسل بھیجے جاتے رہے، تاریخ میں ایسے مواقع بھی آئے جب مختلف علاقوں کے لئے الگ الگ رسول بھیجے گئے؛ تاکہ وہ احکام الٰہی کو لوگوں تک پہونچائیں، خود کر کے دکھائیں، اور وہ لوگوں کے لیے آئیڈیل ہوں، یہ احکام الٰہی آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ بھی رہیں، اس لئے آسمانی کتابیں اور صحیفے بھیجے گئے، ضرورت کے اعتبار سے یک بارگی یا قسطوں میں پھر ایک دور وہ آیا جب خالق کائنات نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر مبعوث کیا، کتاب اللہ کی شکل میں قرآن کریم کو قیامت تک کے لئے دستور حیات بنا کر نازل کیا اور عالم الغیب اور علیم بذات الصدور نے اس پورے نظام کی تکمیل کا اعلان کر دیا، اور نعمت باری کے اتمام کا مژدہ سنا دیا، رعایت قیامت تک آنے والے لوگوں کی ملحوظ رکھی گئی اور قرآن کریم کو قیامت تک کے لئے تحریف وتبدیلی سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا گیا۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو جامع کمالات اور صفات کے ساتھ جوامع الکلم بنایا گیا اور ملفوظات نبوی بھی دین کا حصہ قرار پائے، زبان نبوت سے یہ اعلان بھی کروا دیا گیا کہ زبان مبارک سے نکلنے والے کلمات وملفوظات بھی وحی الٰہی سے ہی صادر ہوتے ہیں اور معاملہ صرف اتنا سا ہے کہ ان کی قرآن کریم کی طرح تلاوت نہیں کی جاتی۔ اب یہ ساری تعلیمات قرآن واحادیث میں مذکور اور محفوظ ہیں ان تعلیمات کی اہمیت اور ضرورت ہر دور میں رہی ہے اور اس نے ہر دور میں بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم لانے کا اہم فریضہ انجام دیا ہے۔ جب جب ان تعلیمات سے انسانوں نے دوری اختیار کی، انسانیت کراہنے اور سسکنے لگی، انسانوں کے خود ساختہ دستور، قوانین اور نظام زندگی نے بنی نوع انسان کو سکون، راحت وآرام پہونچانے کے بجائے اسے نت نئے مسائل اور پریشانیوں سے دوچار کیا، موجودہ دور اس کی منہ بولتی تصویر اور عصر حاضر کے مسائل ومشکلات اس کی واضح مثالیں ہیں، ہر طرف افراتفری اور افراط وتفریط کی گرم بازاری ہمیں تعلیمات نبوی پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کر رہا ہے، یہی ایک صورت ہے جس میں پریشان دنیا کا مداوا ہے۔ ہم نے ایک کے سامنے سر کو جھکانا چھوڑ دیا تو پتہ نہیں کتنی جگہوں پر جبیں سائی کرنی پڑ رہی ہے۔ ہمیں ”یک در گیر ومحکم گیر“، کا حکم دیا گیا تھا، ہم نے بہت سارے دروازوں سے اپنی امیدیں اور توقعات وابستہ کر لیں، نتیجہ میں ہمیں ہلاکت وبربادی، افلاس وپسماندگی ملی، ہمیں غصہ پر قابو پانے کا حکم دیا گیا تھا اور جو اسے پچھاڑ دے اس کے قوی ہونے کا اعلان کیا گیا تھا، ہم اس معاملہ میں اتنے کمزور ثابت ہو رہے ہیں کہ ہماری شبیہ جذباتی اور جوشیلی بن گئی ہے، تحمل اور برداشت کا مادہ ہم میں باقی نہیں ہے، جس کے مضر اثرات کھلی آنکھوں ہم دیکھ سکتے ہیں، ہمیں غیبت، چغل خوری، تجسس، ذات برادری کی لعنت سے دور رہنے اور ہر قسم کے تعصب سے پاک سماج بنانے کی ذمہ داری دی گئی تھی، لیکن ہم اس پوری لعنت کو ترقی اور رفع درجات کا ذریعہ سمجھنے لگے، اس کے لئے تنظیمیں بنائی جانے لگیں، اور ہم آپس میں دست وگریباں ہونے لگے، دھوکہ دہی مسلمانوں کے شایان شان نہیں تھا، لیکن مادی منفعت کے حصول کی ہوس میں یہ شان بھی جاتی رہی، اب پھٹے کپڑے اور خراب مال کو اچھا کہہ کر اچھی قیمت پر فروخت کر دینے والا ہی اچھا سلز مین ہے، گول مرچ میں پپیتے کا بیج اور مرچ کے سفوف میں اینٹ کے سفوف ملانے کے واقعات بھی حیرت انگیز نہیں ہیں، لوگوں پر رحم کرنے والے پر اللہ کی رحمت کے نزول کی بشارت دی گئی تھی، لیکن ظلم وجور ہمارا شیوہ بن گیا، علم ہماری شناخت کا ذریعہ تھا، ہم جہالت میں ممتاز ہو کر رہ گئے، اللہ کا خوف باقی نہیں ہے ہمیں امت وسط اور خیر امت بنا کر لوگوں کو صحیح راستے پر لانے کا کام سپرد کیا گیا تھا، ہم خود گم کردہ راہ ہو گئے، سود کی لعنت سے پاک تجارت اور معاشی نظام ہماری پہچان تھی؛ لیکن ہمیں سودی کاروبار کرنے تک میں عار نہیں ہے، کوششیں اس کی بھی ہوتی رہتی ہیں کہ کسی نہ کسی بہانے ہندستان میں سود کو جائز قرار دیدیا جائے، ہمیں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور انہیں ”اف“ تک کہنے سے روکا گیا تھا، ان کے لئے اپنے کاندھے جھکا دینے کا حکم دیا گیا تھا اور ہم ان کے لئے اولڈ ایج ہوم کی تجویز لا رہے ہیں؛ تاکہ ہماری بے لگام زندگی میں وہ کہیں پر رکاوٹ نہ بنیں، ہمیں اپنی نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا تھا، عورتوں کو بے پردہ نکلنے اور بناؤ سنگھار کر کے غیروں کے سامنے آنے سے منع کیا گیا تھا، ہم نے ان حدود وقیود کو اس طرح توڑا کہ رشتوں کا احترام باقی نہیں رہا، ہمیں ام الخبائث شراب کی حرمت بتائی گئی تھی کہ اس میں گناہ بڑا ہے، ہم نے اس کو شیر مادر سمجھ کر استعمال کرنا شروع کر دیا، جوئے، قمار سے ہمیں روکا گیا تھا، لیکن ہم نے اسے جلد مالدار ہونے کا نسخہ سمجھ لیا، اب جوئے خانے کے لائسنس دیئے جاتے ہیں اور گھوڑ دوڑ کے مقابلے میں کھلے عام جوا کھیلا جاتا ہے، ہمیں اسراف وفضول خرچی سے منع کیا گیا تھا اور فضول خرچی کرنے والے کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا تھا، ہم مختلف تقریبات میں ہزاروں روپے کے پٹاخے پھوڑ رہے ہیں، دو دو سو روپے کے شادی کارڈ چھپوا رہے ہیں، اور کئی کئی سو بلکہ ہزار دو ہزار روپے کی پلیٹوں پر دعوت ولیمہ کر رہے ہیں، بینڈ باجے، رقص وسرور، ڈکوریشن اور استقبالیہ کے نام پر جو تماشے ہم کر رہے ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں، انسانی اعضا کی تجارت کو حرام قرار دیا گیا تھا ہم پورے کے پورے سالم جوان لڑکے کو تجارت کا مال سمجھ بیٹھے ہیں، لڑکی والوں پر شادی میں کوئی مالی بوجھ نہیں ڈالا گیا تھا، ہم تلک وجہیز کے ساتھ کھانے تک کے مینو طے کرنے میں لگے ہیں، ہمیں مہر دینے کا حکم دیا گیا تھا، ہم نے اسے دین مہر بنا دیا، ہم نے اسلامی تعلیم کو چھوڑا تو خاندان ٹوٹنے لگا۔ ہمیں پورے خاندان کا نگراں بنایا گیا تھا اور اس حوالے سے ہماری باز پرس بھی ہونی ہے، لیکن ہمیں کلبوں، تفریح گاہوں، سنیما گھروں اور دوستوں کی مجلسوں سے فرصت ہی نہیں کہ ہم اپنے گھر خاندان اور بچوں کی نگرانی اور تعلیم وتربیت کا خیال رکھ سکیں، پاکیزہ زندگی گزارنا ہمارا طرۂ امتیاز تھا، آج اس کا خیال تک قصۂ پارینہ ہے، اس لئے عصر حاضر میں تعلیمات نبوی پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے اس لیے کہ ہم اس سے بہت دور ہو گئے ہیں، اور ہم کا مطلب صرف مسلمان نہیں ہیں، تمام انسان ہیں؛ اس لئے کہ تمام لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے، اللہ تمام جہان کا رب، رسول تمام جہان کے رسول اور قرآن کریم تمام جہان کی ہدایت کے لئے ہے، فرق صرف یہ ہے کہ جس نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے، اس پر سارے احکام لاگو ہوتے ہیں اور جو ابھی ایمان نہیں لائے، ان پر پہلے ایمان لانا اور پھر تمام احکام پر عمل کرنا ضروری ہے، جو لوگ بغیر ایمان لائے بھی تعلیمات نبوی کے دوسرے حصوں کو اپنی زندگی کا محور بنائیں گے وہ بھی دنیا میں اس کے فوائد وبرکات سے مستفید ہو سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دوسرے مذاہب کے پیروکار بھی اس قسم کی آواز لگاتے رہتے ہیں کہ حکومت کرنی ہے تو اس کا طریقہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ سے سیکھو اور انسانی ہمدردی اور اکرام انسانیت کا درس اسلام سے حاصل کرو۔ آیئے! ہم پھر تعلیمات نبوی کی طرف لوٹ چلیں، اپنی زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق گذاریں، اور نفس کے شر سے بچ کر خود اور اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچائیں، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے اور جن پر مامور فرشتے صرف اللہ کی مانتے ہیں، ان کی نافرمانی نہیں کرتے، اور جو حکم ہوتا ہے کر گذرتے ہیں۔ لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ

ہمیں وطن سے محبت ہے، یہ کہنے کی ضرورت نہیں!

”یہ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کہ جس ملت نے وطن کی آزادی کے لیے سب سے زیادہ جانی قربانی دی، اسے وطن سے محبت ہے۔ محبت دکھانے کی چیز نہیں ہوتی، سننے اور سنانے کی چیز نہیں ہوتی، برتنے اور محسوس کرنے کی چیز ہے، یہ دل کا معاملہ ہے، عمل سے جھلکتا ہے، اندازے سے پتہ چلتا ہے اور لفظی پیرہن اس کی لطافت کو برداشت نہیں کر سکتا، بیشک محبت میں امتحان بھی ہوتا ہے، مگر امتحان لے گا کون؟ نفرت کے سوداگر الفت ومحبت کی زبان کب سمجھتے ہیں؟ ان کی اہلیت نہیں کہ وہ ہماری محبتوں کا امتحان لے سکیں۔

ووٹ کی سیاست اور اقتدار کی ہوس نے ملک کے سادہ ذہن باشندوں کو خطرناک رخ پر لے جانا چاہا ہے، ایسے لوگوں کو غرض نہیں کہ اس نامناسب اور غیر واقعی پروپیگنڈہ کے اثرات عوام پر کیا پڑیں گے، اور ملک کے اتحاد ویکجہتی پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ علم، تہذیب اور تربیتی نظم کا کیا حال ہوگا، ایسوں کو وطن کی محبت اور وطن کے مستقبل کی پرواہ نہیں، وہ دیکھ رہے ہیں تو صرف یہ کہ اقتدار پر قبضہ اور مسلسل قبضہ کی راہ کس طرح بنائی جائے۔ اقتدار میں رہنا ہر سیاسی پارٹی کی منزل مقصود ہوا کرتی ہے، مگر یہ بھی سوچنا چاہئے کہ وطن پارٹی سے بہت بلند ہے، اور وطن کا مفاد سیاسی اغراض ومقاصد کی ہوس سے بہت اونچا ہے۔“

امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ

سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر

اللہ کی باتیں ––– رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

فتنہ وفساد سے بچئے

لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی بعض کاموں کا مزا چکھائیں، شاید کہ وہ باز آجائیں۔ (سورہ روم آیت ۴۱)

وضاحت:۔ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت ورہنمائی کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور رسولوں کی مقدس جماعت کو بھیجا جس نے اپنی قوم وملت کو ایک بنیادی پیغام یہ دیا کہ پروردگار عالم کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا، نافرمانی اور سرکشی کی راہ ہرگز نہ اختیار کرنا، کفروشرک سے گریز کرنا اور اعتدال وتوازن کی زندگی گذارنا، یہی زندگی اور بندگی کا مقصد ہے، اور عقل وشعور کا بھی یہی تقاضہ ہے، مگر انسانوں نے انبیاء کرام کی دعوت کو فراموش کردیا اور عقل کو بے لگام چھوڑ دیا، الحادودہریت کے راستہ کو اپنالیا اور خدا بیزار تہذیبوں کے علمبرداروں کے ہاتھوں میں قیادت سونپ دی جس نے ہر طرح سے فکری، اخلاقی، عملی بگاڑ اور بے حیائی کو روا سمجھا اور اس کی تشہیر کردی جس کے نتیجہ میں آج انسانی معاشرہ شکست وریخت سے دوچار ہوتا جارہا ہے، آزاد خیالی کے نام پر غیر محرم مردوں اور عورتوں کا اختلاط عام ہوتا جارہا ہے، اس کے جنسی تعلقات کے سبب مختلف طرح کی جان لیوا بیماریاں پیدا ہورہی ہیں، فضائی آلودگی پھیل رہی ہے اور لوگ اس میں گھٹن محسوس کررہے ہیں، قرآن کہتا ہے کہ ان دنیوی آفات کا سبب انسانوں کے گناہ اور اعمال بد ہیں، ’’وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ‘‘ تمہیں جو بھی مصیبت پہونچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کے سبب ہے، صاحب معارف القرآن نے لکھا ہے کہ اس دنیا میں جو مصائب اور آفات تم پر آتی ہیں ان کا حقیقی سبب تمہارے گناہ ہوتے ہیں دنیا میں نہ ان گناہوں کا پورا پورا بدلہ دیا جاتا ہے اور نہ ہر گناہ پر مصیبت وآفت آتی ہے، بلکہ بہت سے گناہوں کو تو معاف کردیا جاتا ہے، بعض بعض گناہوں پر ہی گرفت ہوتی ہے اور آفت ومصیبت بھیج دی جاتی ہے، اگر ہر گناہ پر دنیا میں مصیبت آیا کرتی تو ایک انسان بھی زمین پر زندہ نہ رہتا، مگر ہوتا یہ ہے کہ بہت سے گناہوں کو تو حق تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں اور جو معاف نہیں ہوتے ان کا بھی پورا پورا بدلہ دنیا میں نہیں دیا جاتا، بلکہ تھوڑا سا مزہ چکھایا جاتا ہے، اس لئے انسانوں کو اپنے کرتوت پر نام وشرمندہ ہوکر اللہ کی طرف رجوع ہونا چاہئے اور اللہ سے توبہ واستغفار کے ذریعہ معافی تلافی کرنی چاہئے اور شروفساد سے اپنے دامن کو بچائے رکھنا چاہئے، ربنا آتنا فی الدنیاحسنة وفی الآخرہ حسنة وقنا عذاب النار.

عیادت کا افضل طریقہ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مریضوں کی عیادت کرو اوران سے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا کریں، کیونکہ بیمار کی دعا قبول کی جاتی ہے اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں (طبرانی)

مطلب:۔ کسی مریض کی عیادت وغمخواری کرنا اور اس کو تسلی دینا ایک انسانی فریضہ ہے، مریض چاہئے بوڑھا ہو یا جوان، مسلم ہو یا غیر مسلم سب کی خدمت گذاری کرنا چاہئے، اس سے مریض کو جہاں قلبی سکون ملتا ہے وہیں اس کا غم بھی ہلکا ہوتا ہے اور جب آپ کسی کے غم کو ہلکا کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے غم کو ہلکا کریں گے، اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماروں کی عیادت کی خاص تاکید فرمائی اور اس عمل کو بڑے اجروثواب کا عمل بتلایا، صحابہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات باتوں کا حکم دیا جن میں سے ایک بیمار کی عیادت بھی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی صبح کو کسی بیمار کی عیادت کرتا ہے تو شام تک فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں اور جب وہ شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح تک فرشتے اس کی مغفرت کے لئے اللہ سے دعا کرتے ہیں، اور یہ بھی آیا ہے کہ جب کوئی کسی مریض کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو واپسی تک وہ جنت کے باغات میں ہوتا ہے، لیکن یہ فضیلت اسی وقت حاصل ہوگی جب عیادت کے آداب کو ملحوظ رکھا جائے، یعنی جب مریض کی عیادت کے لئے جائیں تو اس کے ہاتھ اور پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دلاسا دیں اور اس کو شفا پانے کے لئے اللہ سے دعا کریں، اور مزاج پرسی کے وقت صبر وشکر کی تلقین کریں، ہمت دلائیں اور دلجوئی کی باتیں کریں، ان کے سامنے فکرواندیشہ کی کوئی بات ہرگز نہ کریں اس سے ان کے دل پر چوٹ پڑے گی اور وہ زندگی سے مایوس ہوجائے گا، ترمذی شریف کی ایک حدیث ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو موت کے بارے میں اس کی فکر کو دور کرو، اس لئے کہ یہ بات اس کے دل کو خوش کرے گی، بہت سے لوگ عیادت کے وقت بے شعوری میں کہہ دیا کرتے ہیں کہ میرے فلاں رشتہ دار کی موت اسی مرض میں ہوگئی تھی، اسی طرح کے جملوں سے مریض کا حوصلہ کمزور پڑے گا اور زندگی سے مایوس ہوجائے گا، اس لئے جب کسی مریض کے پاس جایئے تو ان کے لئے صحت وعافیت کی دعا کیجئے اور ان سے بھی دعاء کی درخواست کیجئے، کیونکہ یہ اس وقت پریشان حال ہیں اور اللہ تعالیٰ پریشان حال لوگوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے، اسی طرح جب مریض کی عیادت کے لئے جایئے تو بلاضرورت دیر تک نہ بیٹھے، حدیث پاک میں ہے کہ عیادت افضل طریقہ یہ ہے کہ عیادت کرنے والا عیادت کرنے کے بعد دیر تک نہ بیٹھے، بعض اوقات اس سے مریض کو تکلیف پہونچتی ہے اور بسا اوقات اہل خانہ کو زحمت ہوتی ہے، ہاں اگر مریض اور گھر والے خواہشمند ہوں تو دیر تک بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بہت سے لوگ ذاتی مصالح کی بنیاد پر عیادت کرتے ہیں، یا آپسی رنجش کی وجہ سے کرتے ہی نہیں ہیں یہ دونوں طریقہ مزاج نبوت کے خلاف ہے، مومنانہ شان یہ ہے کہ اللہ کی رضا وخوشنودی کی خاطر مریضوں کی عیادت کرنی چاہئے، اس میں نہ ذاتی منفعت کو سامنے رکھے اور نہ ہی کسی دلی کدورت کو آڑے آنے دے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

جشن عیدمیلادالنبی کی شرعی حیثیت:

۱۲/ربیع الاول کو جشن عید میلادالنبی منانا، روضہ مبارکہ کی شبیہ بنانا اور جلوس کی شکل میں سڑکوں پر اتر کر نعرہ بازی کرنا، شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب و باللہ التوفیق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ایمان کا لازمی حصہ ہے، اس کے بغیر کوئی آدمی مومن نہیں ہوسکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’لا یؤمن أحدکم حتی اکون احب إلیه من والده و ولده و الناس اجمعین ‘‘ (صحیح البخاری: ۷/۱؛ باب حب الرسول صلی اللہ عله و سلم من الإیمان)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مکمل عمل کیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقۂ زندگی کو پورے طور پر اپنایا جائے اور ہر اس عمل سے گریز کیا جائے جو کتاب وسنت، صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین سے ثابت نہ ہو۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ’’علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها و عضوا علیها بالنواجذ‘‘ (ابو داؤد: ۶۳۵/۲)

بارہ ربیع الاول کو جشن عید میلادالنبی منانا چند وجوہ سے جائز نہیں ہے۔

۱۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ وفات اکثر مورخین کے نزدیک ۱۲/ربیع الاول ہے، جب کہ تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے، راجح قول ۹/ربیع الاول کا ہے۔ (رحمۃ للعالمین/۴۰، الرحیق المختوم)

جب تاریخ وفات ۱۲/ربیع الاول ہے تو اس تاریخ میں جشن کس پر منایا جارہا ہے، وفات پر یا ولادت پر؟ اگر تاریخ ولادت بھی ۱۲/ربیع الاول ہی کو مان لیا جائے پھر بھی اس تاریخ میں جشن منانا اور اس کو عید کا دن قرار دینا کسی طرح صحیح نہیں ہے، کیوں کہ اس تاریخ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سانحہ ارتحال امت کے لیے بڑا المناک سانحہ ہے، اس سے بڑھ کر کوئی حادثہ نہیں ہوسکتا اور حادثہ کے موقع پر جشن منانا ایک سچے محبّ رسول کے شایان شان نہیں ہے۔

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی نہ تو خود اپنا یوم ولادت منایا، نہ اپنی بیٹیوں یا نواسوں کا نہ کسی اور کا، اور نہ حضرات صحابہ کرام کو یوم ولادت منانے کا حکم دیا، نہ خود حضرات صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا جشن منایا، نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور نہ ہی آپ کے وصال کے بعد، جب کہ وہ حضرات ہم سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی، آپ سے محبت کرنے والے، آپؐ پر اپنی جان نچھاور کرنے والے اور آپؐ کی سنتوں پر مضبوطی سے عمل کرنے والے تھے، جشن ولادت منانے کا ثبوت دور دور تک کتاب وسنت، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین، تابعین وسلف صالحین سے نہیں ملتا، یہ بعد کے لوگوں کی ایک من گھڑت رسم اور ایجاد ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک ’’من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو ردٌّ‘‘ (صحیح البخاری: ۳۷۱/۱؛باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود) اور ’’و ایاکمو محدثات الامور فإن کل محدثة بدعةو کل بدعة ضلالة‘‘ (ابو داؤد: ۶۳۵/۲؛ کتاب السنة) کا مصداق ہے۔

۳۔جشن ولادت کے جلوس میں شریک لوگ نماز جیسی اہم عبادت کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں میوزک اور باجے کے ساتھ نعرہ بازی کرتے ہیں، سڑکوں کو جام کرتے ہیں، اور لوگوں کی ایذارسانی کا سبب بنتے ہیں، روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ بنا کر اس کی حرمت کو پامال کرتے ہیں، ظاہر ہے اسلام جیسا پاکیزہ مذہب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی روشن شریعت ان چیزوں کی قطعاً اجازت نہیں دے سکتی اور نہ ہی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کا تقاضہ کرتا ہے۔

۴۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت منانا غیروں کے برتھ ڈے منانے کے مشابہ ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیروں کی مشابہت سے احتراز کا حکم دیا ہے۔ ’’من تشبه بقوم فهو منهم‘‘ (سنن ابی داؤد کتاب اللباس: ۵۵۸/۲) اس کے علاوہ اکابر مفتیان کرام کے فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں:

۵۔فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’عید ملاد یا جشن میلاد کے نام سے مخصوص تاریخ ولادت میں یا کسی اور تاریخ میں منانے کے واسطے نہ تو قرآن پاک میں کوئی نص ہے، نہ حدیث میں نہ صحابہ کرام یا تابعین عظام یا مجتہدین امت خیر الانام کی قولی یا فعلی ہدایات میں کہیں اس کا وجود ہے۔ قرون اولیٰ میں اس تقریب کا وجود نہ تھا، حالانکہ اس زمانہ کے مسلمان آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ تعلق اور فداکاری ومحبت میں اعلیٰ درجہ پر فائز تھے، اور دوسری قوموں کو اپنے پیشواؤں کے یوم ولادت پر خوشی کی تقریبیں مناتے ہوئے دیکھتے تھے۔ مگر ان کو کبھی اس ایجاد کی طرف توجہ نہیں ہوئی‘‘ (کفایت المفتی: ۱۵۵/۱)

۶۔ یہ محفل چونکہ زمانہ فخر عالم علیہ السلام میں اور زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور زمانہ تابعین وتبع تابعین اور زمانہ مجتہدین علیہ الرحمہ میں نہیں ہوئی، اس کی ایجاد چھ سو سال بعد کے ایک بادشاہ نے کیا، اس کو اکثر اہل تاریخ فاسق لکھتے ہیں، لہٰذا یہ مجلس بدعت ضلالہ ہے۔ (تالیفات رشیدیہ/۱۱۲)

مذکورہ تحریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جشن عید میلادالنبی منانا شرعاً صحیح نہیں ہے، اس سے احتراز کیا جائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت مبارکہ کو حرز جان بنایا جائے، یہی آپ پر فدائیت اور آپ کی محبت کی سچی دلیل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 42 مورخہ ۶؍ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۴؍نومبر ۲۰۱۹ء روز سوموار

ماہ ربیع الاول- کچھ کر گذریئے

یہ ربیع الاول کا مہینہ ہے، یہی وہ مہینہ ہے جس میں رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، محبوب رب العالمین، ضعیفوں کے ماویٰ، یتیموں کے ملجا، مظلوموں کے خیر خواہ، وجہ تخلیق کائنات اور حقوق انسانی، سماجی مساوات، تحفظ ماحولیات کے سب سے بڑے داعی تشریف لائے، یہ مژدہ تھا دکھی انسانیت کے لئے، ابر رحمت تھا، کائنات کے لئے، تمہید تھی خدائے واحد کی پرستش کی، اس لئے مسلمان اس مہینے میں مسرت کے اظہار کے لئے جلوس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نکالتے ہیں اور یوم بانی اسلام مناتے ہیں جو شرعی ہدایات کے مطابق نہیں ہوا کرتیں، مختلف جگہوں پر ذکر نبی کی مجلسیں منعقد ہوتی ہیں، اور مسلمان اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہیں، بارہ ربیع الاول گذرا اور پھر عام لوگ بھول جاتے ہیں کہ اظہار محبت وعقیدت کے تقاضے کچھ اور ہیں، سیرت پاک کا مطالبہ ہم سے کچھ اور بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کو اسوۂ رسول کے مطابق بنائیں، اللہ سے محبت کا تقاضہ اور آپ کی حیات مبارکہ کو نمونۂ عمل بنانے کا خلاصہ بھی یہی ہے، لیکن آج صورت حال بہت عجیب ہے، واقعہ یہ ہے کہ ہماری واقفیت سیرت پاک سے بہت کم ہے، مدارس کے علماء، طلبہ کی بات نہیں، عام مسلمانوں کی بات ہے، اس موقع سے اگر ہم جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ نماز میں درود وسلام اور مجلس میلاد میں درود وشریف پڑھنے کے علاوہ پورے سال ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا اہتمام نہیں کیا، حالانکہ درود شریف پڑھنے کا حکم تو قرآن کریم میں مذکور ہے کہ اللہ رحمت بھیجتے ہیں، اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی درود وسلام پڑھو، اس حکم کی بنا پر جتنا اہتمام درود شریف کا کرنا چاہئے اور ہر دن کرنا چاہئے، اس کا کوئی حصہ ہماری زندگی میں نہیں پایا جاتا، ہر آدمی اپنے گریباں میں منہ ڈال کر دیکھے کہ اس نے پورے سال کتنی بار درود شریف پڑھا، لطیفہ یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے کا اہتمام نہیں ہے، لیکن درود شریف پڑھنے کے طریقے پر جھگڑے ہو رہے ہیں، یہی حال سیرت پاک سے ہماری واقفیت کا ہے، اس معاملے میں ہماری معلومات سطحی، ناقص اور نامکمل ہے، کیوں کہ ہم نے سیرت النبی پر باقاعدہ کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا، ہمارے بچے جس اسکول اور کنونٹ میں پڑھتے ہیں وہاں مطالعۂ سیرت کا کوئی موقع نہیں ہے، اس لئے اگر کوئی بچہ ناواقف ہے تو غلطی اس کی نہیں ہے، ہماری ہے کہ ہم نے اسے سیرت کے مطالعہ کا موقع نہیں دیا، ہم نے بہت سارے موضوعات پر مقابلے کے لئے اسے تیار کیا، لیکن تاریخ اسلام اور سیرت پاک کی واقفیت اس کے پاس واجبی بھی نہیں ہے، دن رات ہم پتہ نہیں کس کس سے چاٹنگ کرتے رہتے ہیں، سوشل سائٹس کے ذریعہ کتنا سارا وقت غیر ضروری، بلکہ نامناسب مکالموں میں گذار دیتے ہیں، کیسی کیسی تصویریں لوگوں کو بھیجتے رہتے ہیں؛ لیکن کیا ہم نے یہ سوچا اور اس کی کوشش کی کہ اس سہولت کو ہم سیرت پاک کے واقعات کو عام کرنے کے لئے استعمال کریں گے، چند احادیث کا انتخاب کرکے اپنے کسی دوست کو کبھی بھیجا کہ یہ دیکھو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اچھا انسان وہ ہے جو لوگوں کے لئے نفع بخش ہو، اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے ظالم ہو یا مظلوم، ظالم کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے روک دو، مظلوم کی مدد یہ ہے کہ اس کا حق دلا کر دم لو، یا پھر یہ حدیث پاک کہ تم میں اچھا وہ ہے، جو اپنے اہل وعیال کے لئے اچھا ہو اور میں اپنے اہل وعیال کے لئے تم میں سب سے بہتر ہوں، ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے محبوب وہ ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ بہتر سلوک کرے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہے اللہ اس کی مدد میں رہے گا، جو شخص دوسرے کے ساتھ رحم کا برتاؤ نہیں کرتا، اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا، وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا، جس کا پڑوسی اس کی ایذا سے محفوظ نہ ہو، حلال کمائی کی تلاش بھی ایک اہم فریضہ ہے، بے بنیاد باتوں پر کان نہ لگاؤ، دوسروں کے عیب نہ تلاشو، آپس میں بغض نہ رکھو، آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو، جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ اس قسم کی کتنی احادیث ذخیرہ میں مل جائیں گی، اگر آپ نے پانچ پانچ لوگوں تک ان احادیث کو پہونچانے کا اہتمام کرلیا اور اس میں اپنے غیر مسلم بھائیوں کو بھی شریک کرلیا تو سوچئے کتنا بڑا علمی انقلاب آجائے گا اور کس قدر غلط فہمیاں دور ہوں گی، اس لئے طے کیجئے کہ ہر روز درود شریف کا ورد کثرت سے کریں گے، اس ماہ مبارک میں سیرت پر کم از کم ایک کتاب کا مکمل مطالعہ کریں گے، جو پڑھنا نہیں جانتے ہیں، انہیں پڑھ کر سنائیں گے، اس کے لئے آپ ''رحمت عالم، سیرت النبی، سیرت المصطفی، اصح السیر، نبی رحمت، سیرت ابن اسحاق، الرحیق المختوم، سیرت بن ہشام، سیرت حلبیہ وغیرہ کا انتخاب کرسکتے ہیں، سوشل سائنٹس کا پورے مہینہ روزانہ سیرت پاک اور تعلیمات نبوی کو عام کرنے کے لئے استعمال کریں گے، روزانہ اس کام کے لئے اپنے دوستوں کو، متعلقین کو اور گروپ کے شرکاء کو میسج بھیجا کریں گے، ائمہ کرام جمعہ کے خطبوں میں سیرت نبوی کی عصر حاضر میں معنویت کے حوالہ سے مصلیان کے سامنے تقریر کریں گے اور انہیں عمل پر ابھاریں گے، جو لوگ اخبارات ورسائل کے مدیران ہیں وہ اس مہم کو انجام دینے میں اپنی پوری حصہ داری نبھائیں گے، روزانہ سیرت پاک کے کسی گوشے پر معیاری اور معلوماتی مضامین شائع کریں گے، ہر علاقہ میں سیرت پاک کو عام کرنے کے لئے چھوٹے بڑے جلسے کریں گے اور اس میں غیر مسلم بھائیوں کو بھی شریک کریں گے جو سلجھے ہوئے لوگ ہیں اور غیر مسلموں میں جن کی معلومات سطحی نہیں ہے، انہیں بولنے کے لئے مدعو کریں گے، ہندی زبان میں اسلامک لٹریچر خصوصا سیرت پاک پر کتابیں لوگوں تک پہونچائیں گے؛ تاکہ صحیح معلومات لوگوں تک پہنچ سکے۔ ہم انہیں بتائیں گے کہ جان ومال، عزت وآبرو اور عورتوں کے حقوق کے تحفظ کا جیسا انتظام آپ کی تعلیمات میں ہے اور پرامن بقاء باہم کے جو اصول آپ نے دیئے ہیں، اس کی نظیر کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔ اسکول ومدارس کنونٹ میں سیرت کوئز کے مقابلے منعقد کریں گے تاکہ اس حوالے سے بچوں کی واقفیت سیرت پاک سے ہوجائے، ان کی حوصلہ افزائی کے لئے تشجیعی انعامات دیں گے، ان مقابلوں میں دوسرے اسکول اور اداروں کے بچوں کو بھی شریک کیا جاسکتا ہے، مذہب کی بھی کوئی قید نہیں رکھی جائے، اسٹیکر اور چھوٹے چھوٹے پمفلٹ چھپوا کر تقسیم کرنے کا عمل بھی مفید ثابت ہوسکتا ہے، ہم کن کن ناموں پر ہفتہ وار تحریک چلاتے ہیں سیرت پاک پر ماہانہ تحریک چلایئے اور گھر گھر پیغام پہونچایئے، بغیر جانے ہوئے عمل کرنا کسی طرح ممکن نہیں، پہلے جانئے پھر اپنی زندگی کو سیرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈھالئے یہ مسلمانوں کا شرعی، ایمانی، دینی اور مذہبی تقاضہ ہے۔

انجام زندگی

صدام حسین، معمر کرنل قذافی، اسامہ بن لادن کے بعد ابوبکر البغدادی جس کا اصلی نام ابراہیم عبدابراہیم النادری تھا اپنے انجام کو پہونچ گیا، سب کی کہانی یکساں ہے، امریکہ نے انہیں پروان چڑھایا، وسائل فراہم کرائے اپنے مطلب کے لیے انہیں استعمال کیا، کسی کو اسلامک اسٹیٹ کا خواب دکھایا، کسی کو ایران، کویت وغیرہ سے لڑادیا، کسی کو روسی دخل اندازی کو کنٹرول کرنے کے لیے استعمال کیا اور کسی کو عراق کے ٹکڑے کرنے کے لیے سر چڑھایا، مطلب نکل گیا اور مفاد پورے ہوگیے تو اسے راستہ سے ہٹا کر پوری دنیا سے شاباشی بٹوری۔

ابوبکر البغدادی کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی تھا، عراق کے سمارا شہر میں ۱۹۷۱ء پیدا ہونے والا اور ایک مسجد میں امامت کی ملازمت کرنے والے ابوبکر البغدادی کو پہلے عراق وشام کی خلافت کا سبز باغ دکھایا گیا اور جب اس نے عراق کے بڑے حلقہ پر اپنی حکومت قائم کرلی تو اسے ازبکستان، قزاقستان، عراق، شام، ترکمانستان اردون لبنان، پاکستان اور افغانستان کو ملاکر ایک عظیم اسلامک اسٹیٹ تشکیل کرنے کا دماغ میں سودا سمایا گیا، ۲۰۰۳ء میں عراق پر حملہ کے دوران بغدادی گرفتا ہوکر امریکی کیمپ پہونچا دیا گیا، اور وہیں اس کی دماغی تطہیر کرکے اس کام پر لگا دیا گیا، پہلے وہ القاعدہ کے لیے کام کرتا تھا، ۲۰۱۴ء میں اس نے خود کو خلیفہ کی حیثیت سے پیش کیا اور اسلامک اسٹیٹ کے لیے کام کرنے لگا، اس کی پھیلی ہوئی طاقت سے امریکہ اس قدر خوفزدہ ہوا کہ اس نے ۲۵ کروڑ امریکی ڈالر یعنی ۱۷۷ کروڑ روپے کا انعام اس کو مار گرانے والے کے لیے مقرر کیا، امریکہ کا کہنا تھا کہ اس نے سترہ سو عراقی افواج کا قتل عام کیا، پانچ لاکھ سے زیادہ لوگوں کو شام میں مار ڈالا، پچاس لاکھ لوگ اس کی دہشت سے ملک چھوڑ کر دوسری جگہ جانے پر مجبور ہوئے، امریکہ اسے راستہ سے ہٹانے کے لیے مسلسل کوشش کرر ہا تھا، وہ ۲۰۱۴ء، ۲۰۱۵ء اور ۲۰۱۶ء میں اس کے مرجانے کی اطلاع دیتا رہا، اور ہر بار بغدادی سامنے آکر بغدادی کے اعلان کو غلط ثابت کرتا رہا، لیکن اب کی بار شاید یہ خبر صحیح ہو، امریکہ کے ڈونالڈ ٹرمپ نے اس کی موت کا اعلان کیا ہے اور بتلایا کہ شام کے عدلیب ریاست کے قصبہ بارش میں بغدادی ایک سرنگ میں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ چھپا ہوا تھا، مشن جیک پاٹ جو بغدادی کو ہلاک کرنے کے لیے ترتیب دیا گیا تھا، کتے اور ستر ڈیلٹیا کمانڈوں پر مشتمل تھا، اس نے بغدادی کو ایک سرنگ میں اس طرح گھیر لیا کہ اس کے بچنے کی کوئی شکل باقی نہیں رہی، چنانچہ دشمنوں کے ہاتھ لگنے کے بجائے اس نے اپنی جیکٹ میں لگے بم کے ذریعہ اپنے کو ہلاک کردیا، اس کے تین بچے اور کہتے ہیں کہ ایک بیوی بھی اس خودکش دھماکہ میں ہلاک ہوگئی، بعد میں بغدادی کی دو بیوی اور کئی بچوں کو امریکی فوجیوں نے مار ڈالا۔ شامی خبر رساں ایجنسی کے مطابق نو لوگ اس آپریشن میں کام آئے، جب کہ ڈونالڈ ٹرمپ کے مطابق صرف ایک امریکی کتا زخمی ہوا، دو گھنٹے چلنے والا یہ آپریشن ترکی سرحد کے قریب شام میں پانچ کلومیٹر کے اندر ہوا، اور اس میں آٹھ ہیلی کاپٹر نے حصہ لیا، ایک گھنٹے دس منٹ پرواز کیا اور پچاس منٹ زمین پر رہے، ابوبکر بغدادی کا دہشت مختلف ملکوں پر اس قدر تھا کہ پندرہ ملکوں کی افواج اس کی تلاشی میں سرگرم تھی۔ داعش کا نیٹ ورک سو سے زائد ملکوں میں پھیلا ہوا تھا، سری لنکا کے گرجا گھر پر حملہ کی ذمہ داری بھی داعش نے قبول کی تھی، گو یہ دعویٰ بعد میں غلط ثابت ہوا۔

اس طرح دولت اسلامیہ عراق وشام کا خواب دیکھنے اور ان ملکوں کے بہت سارے علاقہ پر قبضہ کرنے والا ابوبکر البغدادی اپنے انجام کو پہونچ گیا، امریکہ پھر سے کسی اگلے مہرے کی تلاش میں ہے، جسے وہ پہلے ''ہیرو'' بنا کر پیش کرے اور بعد میں اسے ہلاک کرکے ''زیرو'' بنادے۔

یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے کہ مغربی ایشیا میں جو سیاسی بے چینی اور عدم استحکام ہے وہ سب امریکہ کی دین ہے، اس علاقے میں تیل کے ذخائر نے امریکہ کو اس کی طرف راغب کررکھا ہے، امن وسکون کے ماحول میں اس کی دال یہاں نہیں گل سکتی، اس لیے وہ خلفشار پیدا کرواتا رہتا ہے، طبقاتی جنگ بھڑکاتا ہے، پیٹھ پر ہاتھ رکھتا ہے، اور جیسے ہی مقصد حاصل ہوگیا وہ اپنے کھڑے کیے ہوئے مہرے کو ختم کرکے پوری دنیا کو بتاتا ہے کہ ہم نے دہشت گردی کا خاتمہ کردیا، اسامہ بن لادن کے موقع سے اوبامہ نے یہی کیا تھا اور ٹرمپ بغدادی کی موت کے بعد یہی کچھ کررہے ہیں، مشرقی ایشیا میں امریکہ کا مفاد کچھ اور ہے، اس کے حصول کے لیے وہ ادھر بھی اپنے مہرے فٹ کرتا رہا ہے، افغانستان میں طالبان کی حکومت امریکہ کی نظر میں دہشت گردوں کی حکومت تھی، اس کی حکومت ختم ہوئی، مغرب نے اپنے نئے مہرے وہاں بیٹھائے، وہ مہرہ ان کی کسوٹی پر پورا نہیں اترا تو طالبان کو افغان حکومت کے ساتھ سمجھوتے کی میز پر بٹھایا اور جب سمجھوتہ ہونے کے قریب ہوا تو یک بیک ٹرمپ نے اسے منسوخ کردیا، کیوں کہ خطہ میں امن اس کے مفاد میں نہیں جارہا تھا اور یہ سمجھوتہ اس کی شکست کے مترادف تھا۔

یادوں کے چراغ

مولانا آفتاب عالم مفتاحیؒ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی کے سابق پرنسپل، استاذ الاساتذہ، خوش فکر شاعر، اچھے نثر نگار، بہترین خطیب، ماہر عروض وبلاغت، رسول پور بکھری ضلع ویشالی کے امام عیدین، مولانا آفتاب عالم مفتاحی بن تبارک حسین بن محمد سلیمان کا ۱۱؍اکتوبر ۲۰۱۹ء مطابق ۱۲؍صفر ۱۴۴۱ھ جمعہ دن گذار کر شنبہ کی رات بوقت ۹؍بجے دہلی میں لال بہادر شاستری ہوسپیٹل سے رام منوہر لوہیا ہوسپیٹل منتقل کرتے ہوئے راستہ میں انتقال ہوگیا، وہ عارضہ قلب میں برسوں سے مبتلا تھے، ادھر لیور میں انفکشن ہوگیا تھا، علاج کے سلسلہ میں وہ گذشتہ دو ماہ سے دہلی میں مقیم تھے، بہتر علاج کے لیے حیدرآباد کا سفر بھی کیا تھا، لیکن وقت موعود کا کوئی علاج کبھی نہیں ہوتا، سو مولانا اپنے وقت مقررہ پر سفر آخرت پر روانہ ہوگیے، جنازہ ان کے آبائی گاؤں کواتھ، تھانہ داؤتھ ضلع رہتاس بذریعہ امبولنس لے جایا گیا، ۱۲؍اکتوبر ۲۰۱۹ء کو بعد نماز عشاء جنازہ کی نماز ان کے صاحب زادہ مولانا فیضان عادل قاسمی نے پڑھائی، رات کے باوجود مجمع چار سو نفر سے کیا کم رہا ہوگا، تدفین کواتھ کے مقامی قبرستان مین ہوئی اور علم وفضل کا یہ آفتاب قیامت تک کے لیے زیر زمین چلا گیا، پس ماندگان میں اہلیہ نو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں، ایک لڑکا اور دو لڑکیوں کو شادی کے مرحلہ سے ابھی گذرنا ہے۔

مولانا مرحوم کی پیدائش کواتھ موجودہ ضلع رہتاس میں ۱۹۵۰ء میں ہوئی، ابتدائی تعلیم مدرسہ رشیدیہ کواتھ میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ مفتاح العلوم مئوناتھ بھنجن سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی، مئوناتھ بھنجن اتر پردیش کا مشہور علمی اور صنعتی شہر ہے، اس زمانہ میں یہ اعظم گڈھ ضلع میں تھا اب خود ضلع ہے، فراغت کے بعد ایک سفر میں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور کے صدر مدرس مولانا عبد المجید رحمانی اور مولانا سید مظاہر عالم صاحب استاذ مدرسہ احمدیہ ابابکر پور سے ملاقات ہوگئی اور ان دونوں نے اس جوہر قابل کو جو ابھی علم کی بھٹی سے تپ تپا کر نکلا تھا، پہچان لیا اور اپنے مدرسہ میں تدریس سے لگنے کی دعوت دے ڈالی، چنانچہ مولانا مدرسہ پہونچ گیے، اور ان کی بحالی یہاں ہوگئی، مولانا کی عمر اس وقت سترہ سال تھی اور یہ عمر سرکاری اداروں میں بحالی کے لیے ''انڈر ایج'' سمجھی جاتی ہے، کیوں کہ وہاں بحالی کے لیے کم از کم عمر اٹھارہ سال ہونی چاہیے۔

مولانا وہاں محنت سے پڑھانے لگے اور حضرت مولانا سید محمد شمس الحق صاحب کے مونگیر چلے جانے کی وجہ سے جو خلا پیدا ہوا تھا، اپنی محنت اور جانفشانی سے اسے پُر کیا، مدرسہ کی مالیات کو مضبوط کرنے کے لیے بھی ان کی کوشش جاری رہی، وہ پورے موجودہ ضلع ویشالی کا سائیکل سے دورہ کرتے اور انفرادی ملاقات کر کے مدرسہ کی ضروریات کی طرف لوگوں کو متوجہ کرتے، رمضان المبارک میں گوہاٹی اور آسام کا سفر کرتے اور پوری دلجمعی اور مستعدی کے ساتھ مدرسہ کی ترقی کے لیے کوشاں رہتے، علاقہ کے مسلسل اسفار کی وجہ سے ان کے جاننے والے اور محبت کرنے والوں کی اچھی خاصی تعداد تھی، ان میں سے ایک میرے ماموں اور خسر محمد عمر آزاد (م ۱۹۸۳ء) بھی تھے، ۱۹۷۰ء میں جب میرا داخلہ درجہ حفظ میں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور میں ہوا تو ماموں جان نے مولانا مرحوم کو میرا نگراں مقرر کیا اور کم وبیش پورے ایک سال انہوں نے بہتر طریقے پر میری نگرانی کے فرائض انجام دیے، میرے مئو اور دیوبند جانے کے بعد بھی ماموں جان سے تعلق کی بنیاد پر انہوں نے میرا ہمیشہ خیال رکھا، اس خیال ہی کے نتیجے میں جب میں دار العلوم دیوبند سے افتاء مکمل کر چکا اور تدریسی زندگی کے آغاز سے قبل گھر آیا تو ان کا رقعہ موجود تھا کہ مدرسہ میں ویکنسی نکلی ہے، درخواست مدرسی کے لیے دینی چاہیے، یہ خط انہوں نے میرے والد مرحوم ماسٹر محمد نور الہدیٰ (م ۲۰۱۷ء) کو لکھا تھا، والد صاحب کی ہدایت پر ان سے ملنے گیا تو ترغیب دلا کر درخواست لکھوایا، انٹرویو میں شرکت کے بعد جب کامیابی نصیب ہوئی تو بھرپور مبارکباد دی۔

بات آگے نکل گئی، جب میں مئو میں زیر تعلیم تھا اور درمیانی سال میں گھر آتا تو ہر وقت یہ فکر دامن گیر ہوتی کہ میرے اسباق چھوٹ رہے ہیں، چنانچہ گھر پر قیام کے دوران مختلف کتابوں کے اسباق ان سے پڑھتا، اس زمانہ میں مجھے سائیکل بھی چلانا نہیں آتا تھا، روزانہ چار کیلو میٹر پیدل آتا جاتا، اور مولانا سے درس لیتا، قطبی کے کئی اسباق بھی انہوں نے پڑھائے، اس طرح وہ میرے استاذ بھی تھے۔

مولانا کی نانی ہال کواتھ رہتاس تھی، واجد علی خان ان کے حقیقی نانا تھے، شادی بھٹواں، داؤتھ ضلع رہتاس میں جناب اسرار الحق (م ۱۱؍نومبر ۲۰۰۹ء) کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی، اہلیہ حی القائم ہیں۔

یکم مئی ۱۹۸۴ء سے یکم مئی ۲۰۰۳ء تک مسلسل میرا ان کا ساتھ مدرسہ میں رہا، وہ میری حوصلہ افزائی فرماتے، ضروری مشورے دیتے، پتہ نہیں کتنی جگہوں پر میلاد کی مجلس میں ہم لوگ ساتھ ساتھ رہے، بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کی کاپیوں کی جانچ میں بھی بار بار ساتھ رہا، مولانا مظہر الحق عربی وفارسی یونیورسٹی کے سوالات کی ترتیب کے لیے وہ کوآڈی نیٹر بنائے جاتے تو امارت شرعیہ آنے کے باوجود وہ مجھ سے سوالات بنوایا کرتے اور مجھے اس کا معاوضہ ملتا، برسوں تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

مدرسہ کے لیے مولانا کی خدمت اور ان کی سینئریٹی کو ملحوظ رکھتے ہوئے مولانا سید مظاہر عالم صاحب کے مدت ملازمت پوری کر کے سبکدوش ہونے کے بعد ۲۰۰۵ء میں مولانا مدرسہ احمدیہ ابابکر پور کے پرنسپل مقرر ہوئے، اور ۳۱؍اگست ۲۰۱۲ء تک مدت ملازمت پوری ہونے تک اس عہدہ پر فائز رہے، انہوں نے پوری زندگی ویشالی کے مختلف گاؤں میں کرایہ کے مکان میں گذار دی برسوں میرے حاجی پور والے مکان میں رہے، جب بچوں کی شادیوں کا مرحلہ سامنے آیا تو نسبتاً وسیع مکان کرایہ پر لے کر حاجی پور میں ہی رہتے رہے، سبکدوشی کے بعد انہوں نے پوکھرا مسجد حاجی پور کی امامت قبول کر لی، لیکن وہ اسے زیادہ دن نہ نبھا سکے اور حاجی پور میں رہائش گاہ پر ہی اپنا وقت گذارنے لگے، (بقیہ صفحہ ۱۰؍پر)

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

سرمایۂ ملت کے نگہبان

: ایڈیٹر کے قلم سے

محترم جناب مولانا عزیز الحسن صدیقی مشہور صاحب قلم ہیں، ان کی انتظامی صلاحیت بھی مضبوط ہے، مدرسہ دینیہ غازی پور ان کی تعلیمی وانتظامی خدمات کا حسین مظہر ہے، ان کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین، تجزیے، سوانحی خاکے پورے ملک میں دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں، ان کی نگارشات میں حقائق کی دل فریبی، ادب کی چاشنی اور نثر کی روانی سے جو سحر قائم ہوتا ہے، قاری اس سے دیر تک نہیں نکل پاتا، اور یہی ان کی تحریر کا کمال ہے، رواں جملے، خوبصورت تعبیرات سہل ممتنع اسلوب، الفاظ کے انتخاب میں معنی کی ترسیل کا خیال عزیز الحسن صدیقی کی تحریر کی نمایاں خصوصیات ہیں، بڑے بڑے اہل قلم کو ان کی مداحی میں رطب اللسان پایا، عمر کی اس منزل میں جب وہ آٹھویں دہائی کراس کر چکے ہیں، ان کے خیالات جواں، قلم رواں اور حافظہ غضب کا ہے، میں مولانا مجیب اللہ ندوی سمینار کے موقع سے دار المصنفین میں بلاواسطہ ان سے مستفیض ہو چکا ہوں اور برسوں گذرنے کے بعد بھی ملاقات کی لذت اب بھی محسوس کرتا ہوں، مولانا نے از راہِ محبت اور ذرہ نوازی اپنی کتاب ''سرمایۂ ملت کے نگہباں'' استفادہ کے لیے ارسال کیا۔ جو زیر مطالعہ ہے۔

یہ کتاب ''اکابر ملت کی رحلت پر لکھے گیے مضامین کا مجموعہ ہے، مولانا عزیز الحسن صدیقی صاحب نے آغاز کلام میں اس کتاب کے بارے میں لکھا ہے'' یہ راقم کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو گذشتہ ساٹھ پینسٹھ سال کے دوران مختلف اوقات میں مشاہیر علماء، صوفیہ ومشائخ اہل قلم اور مجاہدین حریت کی رحلت پر مختلف جرائد وکتب میں شائع ہوئے، ایک آدھ مضمون ایسے بھی ہیں جو لکھے تو گیے بعض رسائل کے مطالبے پر؛ لیکن کسی وجہ سے چھپ نہ سکے۔''

مصنف نے کتاب کا انتساب ان بزرگوں کے نام کیا ہے'' جنہوں نے ملت اسلامیہ کی دینی ودنیاوی زندگی کو سنوارنے کی مخلصانہ جدوجہد کی، آزادئ وطن اور قیام امن وامان کے لیے بے پناہ قربانیاں دیں، عدل ومساوات کا پیغام سنایا، دکھی انسانیت کی چارہ گری کی''، انتساب کے یہ جملے بعینہ کتاب سے نقل کر دیے گیے ہیں؛ تاکہ اجمال میں اس کتاب میں شامل اشخاص وافراد کی حیثیت عرفی کا پورا ادراک ہو جائے، اگر ہم ایک نظر فہرست پر ڈالیں تو انتساب میں لکھے گیے جملوں کی معنویت کھل کر ہمارے سامنے آئے گی۔

جناب عزیز الحسن صدیقی صاحب نے اس کتاب میں جن اکابر پر خامہ فرسائی کی ہے ان میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا ابو الکلام آزاد، قاری محمد طیب، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الٰہ آبادی، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی، حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی، حضرت مولانا سید اسعد مدنی، حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی امیر شریعت رابع، مولانا وحید الزماں کیرانوی، مولانا قاضی اطہر مبارک پوری، حضرت مولانا شاہ ابرار الحق حقی، مولانا عبد الباری ندوی، حضرت مولانا محمد احمد پرتاپ گڈھی، حضرت مولانا محمد سالم قاسمی، حضرت مولانا قاری صدیق احمد باندوی، مولانا مجیب اللہ ندوی، مولانا سید احمد ہاشمی، ڈاکٹر سید محمود، مولانا افضال الحق جوہر قاسمی، حضرت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادی، حضرت مولانا سید واضح رشید ندوی، حضرت مولانا سید عبد اللہ حسنی، مولانا محمد عثمان فارقلیط، مولانا محمد عمر فاروق، مولانا ابو الحسن صدیقی، مولانا مشتاق احمد غازی، مولانا سید محمد متین ہاشمی صاحبان رحمہم اللہ کل تیس حضرات ہیں، یہ فہرست پوری اس لیے نقل کر دی گئی ہے کہ بعض حضرات کو ان بزرگوں پر مضامین کی تلاش ہوتی ہے تو وہ اس کتاب سے مدد لے سکتے ہیں، اور حوالہ کے طور پر اسے استعمال کر سکتے ہیں۔

جناب مولانا عزیز الحسن صدیقی صاحب نے شخصیتوں کے انتخاب میں اس بات کا پورا خیال رکھا ہے کہ انہیں ہی موضوع بنائیں، جنہیں محترم نے قریب سے دیکھا، برتا اور مختلف تحریکات میں ان حضرات کے ساتھ کام کرنے اور خدمت انجام دینے کا موقع ملا، گویا اس کتاب میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ ''دیدہ'' زیادہ ہے، ''شنیدہ'' کم ہے، کم اس لیے لکھا ہے کہ چند ایسے اکابر بھی اس فہرست میں آگیے ہیں جو صدیقی صاحب کے لیے دور کا جلوہ تھے، البتہ ان کے احوال وکوائف سے واقفیت مکمل رہی اور ان حضرات کے تذکرے زبان زد عوام وخواص تھے، ایسی شخصیتوں کے بارے میں داخلی شہادت تحریری موجود ہے کہ صدیقی صاحب نے کن لوگوں کو قریب سے دیکھا اور کن لوگوں سے ان کی قربت کم رہی۔

صدیقی صاحب کی یہ کتاب اصلا خاکے اور تاثرات پر مشتمل ہے، لیکن مختلف اشخاص کے احوال نقل کرتے وقت کتابوں کے حوالے اور اقتباسات نے اس کتاب کو تحقیق سے قریب تر کر دیا ہے، تذکرہ جب تحقیقی اصولوں پر لکھا جائے تو اس کی حیثیت تذکرے اور خاکوں سے بہت بلند ہو جاتی ہے، اس لیے اس کتاب کا مطالعہ کرتے وقت اس کی تحقیقی حیثیت کو بھی سامنے رکھنا چاہیے۔

طبیعت کتاب کے کچھ اقتباس نقل کرنے کی چاہ رہی ہے، لیکن نقیب کے صفحات میں بہت طویل مضمون کی گنجائش نہیں ہوتی اور میرا احساس ہے کہ اقتباس کے نقل سے یہ مضمون لمبا ہوتا چلا جائے گا، دوسرا نقصان یہ ہوگا کہ طویل اقتباس پڑھنے کے بعد قاری کی تشنگی باقی نہیں رہے گی، اس لیے اس سے قصداً گریز کر رہا ہوں۔

خوگر حمد کو تھوڑا سا گلہ اس کتاب کی ترتیب سے ہے، اس میں مضامین کی درجہ بندی نہ تو حروف تہجی کے اعتبار سے کی گئی ہے اور نہ ہی تاریخ وفات کا لحاظ، تقدیم وتاخیر میں رکھا گیا ہے، اگر درجہ بندی ان دونوں میں سے کسی طریقہ سے کر دی جاتی تو آج کے علمی انداز کے مطابق یہ کتاب ہو جاتی، (بقیہ صفحہ ۱۰؍پر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی

مولانا محمد شمیم اکرم رحمانی

اسلام ایک ابدی مذہب ،امن وسلامتی کا ذریعہ اور صلح وآشتی کا منبع وسرچشمہ ہے،قبل از اسلام دنیا کے حالات ناگفتہ بہ تھے سیکڑوں خرابیاں اور بے شمار برائیاں سماج میں رائج تھیں توحید کی جگہ شرک خیر کی جگہ شر اور عدل وانصاف کی جگہ ظلم واستبداد نے لے لی تھی عورتیں محض ساز وسامان اور شہوت رانی کا درجہ رکھتی تھیں چھوٹی موٹی باتوں پر بھی اگر جنگ شروع ہو جاتی تو وہ جنگ چالیس چالیس سالوں تک جاری رہتی شراب نوشی ،جوئے بازی اور اوہام پرستی ان کے رگ وریشے میں سمایا ہوا تھا انسانیت سسک رہی تھی ، بلک رہی تھی ،اور کسی ایسی شخصیت کا انتظار کررہی تھی جو سارے جہاں کا درد اپنے دل میں سمیٹ سکے اور بداعمالیوں کیخلاف ایک تحریک چھیڑ سکے اور کمزوروں کے استحصال کو روکنے کے لئے منظّم جدوجہد کرسکے۔ بالآخر خالق دوجہاں نے دنیا میں رحم وکرم کے جھونکے چلائے اور ظلم وبربریت کی تاریکی میں ہدایت کا سورج طلوع ہوا پیر کا دن تھا اور ربیع الاول کی 9 یا 12 تاریخ تھی ، جب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی بعدازاں دھیرے دھیرے وقت گزرتا رہا عمر بڑھتی رہی یہاں تک کہ زندگی کے مختلف مراحل طے کرتے ہوئے آپ چالیس سال کے ہوگئے اور اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب نبوت سے سرفراز فرمایا اور آپ کار نبوت کی انجام دہی میں مشغول ہوگئے تقریبا تین سالوں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خفیہ تبلیغ کی جس کے نتیجے میں تقریبا چالیس لوگ دامن اسلام سے وابستہ ہوئے ،جن میں سیدہ خدیجۃ الکبری،حضرت ابوبکر صدیق،حضرت زید بن حارثہ،حضرت علی مرتضی،حضرت عثمان غنی،حضرت بلال حبشی،حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت ارقم رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے خوش نصیب صحابہ کرام شامل ہیں،اس دوران حضرت ارقم کا گھر اسلام کا مرکز رہا حضرت ارقمؓ کا گھر صفا کی پہاڑی پر ایک محفوظ جگہ میں واقع تھا جو لوگ مسلمان ہوکر آتے یہیں ان کی تربیت ہوا کرتی تھی لیکن اب وقت آچکا تھا کہ کھلم کھلا اسلام کی دعوت دی جائے اور اسلام کے پیغام کو عام کیا جائے چنانچہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلانیہ تبلیغ کا حکم دیدیا، پھر کیا تھا جو باتیں خفیہ کی جاتی تھیں اب کوہ صفا پر چڑھ کر کی جانے لگیں،سیکڑوں خداؤں کو چھوڑ کر ایک خدا کی پرستش کی دعوت دوکانوں ،مکانون ،اور خانۂ کعبہ میں بیٹھ کردی جانے لگی ،مظلوموں ،بیکسوں ،عورتوں ،اور غلاموں کی حمایت میں صدائیں بلند ہونے لگیں، گویا کہ بدکرداریوں اور بداعمالیوں اور ہر طرح کی ناانصافیوں کے خلاف پوری قوت اور مکمل اعتماد کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تحریک چھیڑ دی تھی ، ہونا تو یہ چاہیے کہ لوگ آپ کا ساتھ دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں میں پھول بچھائیں اور ہر طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیکر اس تحریک کا حصہ بن جائیں،لیکن ایسا نہیں ہوا، بلکہ وہی ہوا جو صدیوں سے ہوتا چلا آرہا ہے لوگ حق وناحق کو عقل سے نہیں بلکہ اپنے آباء واجداد کی محبت کے پیمانے سے ناپتے ہیں،قدیم رسم ورواج کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفار مکہ کے آباء واجداد کے مذہب کے خلاف خدا کا دین پیش کررہے تھے ،اسلئے انہوں نے نہ صرف یہ کہ قبول نہیں کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑنے لگے ،ظالموں نے پھول کی جگہ کانٹے بچھائے پتھر برسائے عبادت کے دوران جسم پر اوجھڑی ڈالے ،وہ زبانیں جو کبھی الصادق اور الامین کہہ کر پکارا کرتی تھیں، تلخ نوائی اور ہذیان گوئی پر آمادہ ہوگئیں، جو لوگ مسلمان ہوئے انہیں سخت ترین اذیتیں پہونچائی گئیں، لیکن کسی کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی، سیرت کی تمام کتابیں گواہ ہیں کہ ظلم وتشدد کی اس پرخار وادیوں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تحریک جاری رکھی اور تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیتے رہے، کفار مکہ نے جب یہ محسوس کرلیا کہ ہماری اذیتیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مشن سے نہیں ہٹا سکیں گی ،تو انھوں نے مصالحت کی کوششیں شروع کردیں ، چنانچہ ایک دن سرداران قریش سے مشورے کے بعد عتبہ بن ربیعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ بھتیجے تم نے جس کام کا آغاز کیا ہے اس کے ذریعہ کیا حاصل کرنا چاہتے ہو؟ اگر مال ودولت حاصل کرنا چاہتے ہو تو ہم سب مل کر اتنا مال دے دیں گے کہ تم ہم میں سب سے زیادہ مالدار ہوجاؤ گے، اگر سرداری اور بادشاہت کی خواہش ہے تو ہم سب تمہیں اپنا سردار اور بادشاہ بنانے کیلئے بھی تیار ہیں، اگر کسی خوبصورت لڑکی سے شادی کرنے کی چاہت ہے تو ہم اس کے لئے بھی راضی ہیں، اگر آسیب زدہ ہو تو ہم ماہر اطباء کو بلاکر تمہارا علاج بھی کرا سکتے ہیں، لیکن تم اپنے مشن سے ہٹ جاؤ، جب عتبہ ساری باتیں کہہ چکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب میری بھی سن لیجئے ، پھر سورہ حم السجدہ کی ابتدائی آیتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت فرمائیں، تلاوت کے دوران ہی عتبہ کے بدن پر کپکپی طاری ہوگئی اور اس نے کہا بس کرو بھتیجے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہہ سکا اور وہاں سے اٹھ کر سیدھا سرداران قریش کی محفل میں پہونچا اور ان سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کلام پیش کرتے ہیں میں نے ویسا کلام کبھی نہیں سنا، نہ وہ شعر ہے، نہ کہانت ہے اور نہ سحر، تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حالت پر چھوڑ دو۔

سرداران مکہ نے عتبہ کی باتوں کو ٹال دیا اور کہا کہ عتبہ پر بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کا جادو چل چکا ہے چنانچہ انہوں نے مزید کوشش کرتے ہوئے حضرت ابوطالب سے کہا کہ اگر ممکن ہو تو آپ اپنے بھتیجے کو سمجھائیں یا ہم سے جنگ کیلئے تیار ہوجائیں، چنانچہ حضرت ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھانے کی کوشش کی اور کہا کہ بھتیجے برداشت سے زیادہ بوجھ مجھ پر مت ڈالو، بوڑھے چچا کی بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشکبار ہوگئے پھر فرمایا چچا جان اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند رکھ دیں جب بھی میں اپنے مشن سے نہیں ہٹ سکتا ہوں، آپ کے پہاڑ جیسے ارادے کو دیکھ کر چچا ابوطالب نے کہا پھر ٹھیک ہے جو کررہے ہو کرتے رہو کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

جب قریش مکہ کی مصالحت کی یہ کوشش بھی بارآور نہیں ہوئی تو انھوں نے آپ کا اور آپ کے خاندان کا معاشرتی مقاطعہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کے خاندان سے ہر طرح کے تعلقات توڑ لیے گئے، جس کے نتیجے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خاندان کے ساتھ شدید ترین مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، حالات کا اندازا اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ بھوک کو مٹانے کے لئے بعض اوقات درختوں کی جڑیں اور پتے چبانے پڑتے تھے ،پیٹ پر کھجور کے تنے یا چمڑے باندھنے پڑتے تھے تین سالوں تک یہ مقاطعہ جاری رہا، بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حبشہ چلے جانے کا حکم دیا تھا، اور آپ کے اصحاب میں سے اسی سے زائد افراد نے حبشہ کی ہجرت کی تھی ،جن میں حضرت عثمان بن عفان اور ان کی بیوی حضرت رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ،حضرت ابوحذیفہ اور ان کی بیوی، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ شامل تھے۔ نبوت کے دسویں سال ام المومنین حضرت خدیجہ اور چچا حضرت ابوطالب کا انتقال ہوگیا، یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ہمدرد تھے، کفار مکہ کے مقابلے میں مضبوط سہارا تھے، ان دونوں کے انتقال کے غم نے آپ کو ہلاکر رکھ دیا تھا، غم کی شدت کا اندازا اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال کو عام الحزن قرار دیا تھا، لیکن آپ چونکہ اشاعت اسلام کیلئے ہمیشہ فکرمند رہتے تھے ،اسلئے اسی سال قریش مکہ کی بے رخی کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا سفر کیا کہ شاید وہاں کی سرزمین کہیں نرم ہو، لیکن اہل طائف نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو معاملہ کیا سن کر صحیح ضمیروں کی چیخیں نکل جاتی ہیں، پورا شہر آپ کے خون کا پیاسا ہوگیا، غنڈے اور اوباش قسم کے لوگ آپ کے پیچھے لگادئے گئے، جو چیل کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑے، انہوں نے جی بھر کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں، تالیاں بجائیں اور پتھر برسائے، کتب سیر کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک خون سے رنگین ہوگئے تھے، بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باغ میں پناہ لی، پھر مکہ لوٹ آئے ،سفر طائف کی ناکامی کی وجہ سے آپ کا جسم اور دل زخمی ہوچکا تھا، اللہ تعالی نے اس زخم کو مندمل کرنے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا تحفہ عطا فرمایا۔

ایک دفعہ کی بات ہے کہ آپ حج کے زمانے میں حسب معمول قبائل سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے ،آپ کی ملاقات مدینہ کے ایک وفد سے ہوئی ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دین کی دعوت دی اور چھ لوگوں نے اسلام قبول کرلیا، پھر واپس چلے گئے اور آئندہ سال حج میں ملنے کا وعدہ بھی کرگئے، چنانچہ دوسرے سال پھر بارہ لوگ آئے ،جن میں پانچ گزشتہ سال کے اہل ایمان تھے اور مشرف بہ اسلام ہوکر واپس لوٹے، آئندہ سال پھر تقریبا پچہتر لوگ آئے اور دامن اسلام سے وابستہ ہوئے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کی درستگی کے لئے بارہ نقباء بھی مقرر فرمادئے، اہل مدینہ نے اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ کو مرکز بنانے کی درخواست کی، جسے آپ نے قبول فرمالیا، پھر وہ لوگ مدینہ لوٹ گئے اور وہاں مذہب اسلام کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے ،جس کے نتیجہ میں جلد ہی مدینہ کی سرزمین خدمت اسلام کے لئے تیار ہوگئی، جب مدینہ کی سرزمین خدمت دین کیلئے تیار ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ہجرت مدینہ کی خبر سنادی، چنانچہ صحابہ کرام ایک ایک دو دو کرکے مدینہ ہجرت کرگئے، کچھ لوگ جو حبشہ ہجرت کرگئے تھے وہ بھی مدینہ آگئے اور مکہ میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ،حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کے علاوہ چند کمزور مسلمان بچ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حکم الٰہی کے منتظر تھے، بالآخر آپ کو بھی حضرت ابوبکرؓ کی رفاقت میں ہجرت کا حکم مل گیا، حضرت ابوبکرؓ بھی مکمل تیار تھے، قریش مکہ نے جب دیکھا کہ ہر طرف سے مسلمان مدینہ میں جمع ہورہے ہیں تو انہیں اس بات کا قوی اندیشہ ہوا کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ چلے جائیں گے، اس سلسلے میں ان لوگوں نے مشورہ کیا اور ہر قبیلہ سے ایک نوجوان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے محاصرہ کے لئے تیار کرلیا، تاکہ بنو ہاشم تمام قبیلوں کی اتحاد کی وجہ سے قتل کا بدلہ نہ لے سکے، اللہ تعالی نے اس منظّم سازش کی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ پر حضرت علیؓ کو سلادیا اور ساری امانتیں حضرت علی کے حوالے کردیں اور خاک چھینٹتے ہوئے باہر آگئے، دشمنان اسلام کو کچھ پتہ نہیں چلا، حضرت ابوبکرؓ کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ،وہ خوش نصیب تو پہلے سے ہی تیار تھے، دو اونٹنیاں بھی تیار کررکھی تھی اور ایک راہ شناس بھی متعین کرلئے تھے، اس طرح سے ایک چھوٹا مگر معزز ترین قافلہ مدینہ جانے کیلئے تیار ہوگیا، بلکہ راہ کے مختلف دشوار گذار مراحل طے کرتے ہوئے مدینہ پہنچ گیا، اس طرح سے تیرہ سالہ ظلم وتشدد کا خاتمہ ہوا اور اسلامی تاریخ کے روشن دور کا آغاز ہوا، نبوت کے حصے میں باقی ماندہ دس سال کی مدت میں مختلف طرح کی دہشت گردیوں کے خاتمہ کیلئے کفار مکہ سے مختلف جنگیں ہوئیں اور دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ مکی زندگی سے امت محمدیہ کو یہ سبق ملا کہ امت محمدیہ جہاں کہیں بھی رہیں، مذہبی تشخص کی بقاء کے لئے ہر ممکن کوشش کریں ،اشتعال سے گریز کریں، پریشانیاں تو آئیں گی اور آتی رہیں گی، پریشانیوں سے گھبرائے بغیر حسب استطاعت لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کراتے رہیں، صبر واستقامت کے ساتھ رنجشوں کا مقابلہ کریں، اپنا اخلاق اتنا اونچا بنائیں کہ دشمن بھی بہتر اخلاق کی گواہی دیں، اور اسلامی تعلیمات پر عمل کو حرز جاں بنالیں، مسلمان جب ایسا کریں گے تو اللہ تعالی کی مدد ہوگی، کشادگی کی راہیں کھلیں گی ،کامیابیاں آگے بڑھ کر قدم چوم لیں گی اور سازش کرنے والوں کی سازشیں دھری کی دھری رہ جائیں گی ،انشاءاللہ۔

کانٹوں میں جو کھلتا ہے شعلوں میں جو پلتا ہے
وہ پھول ہی گلشن کی تاریخ بدلتا ہے

آخری قسط

مدینہ ہم نے دیکھا ہے مگر نادیدہ نادیدہ

مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی

ریاض الجنۃ میں ستون حنانہ سے روضہ اقدس کی طرف بڑھیں تو ایک جگہ ہے جس کے بارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے جس کی فضیلت معلوم ہونے پر لوگ نماز پڑھنے کے لئے وہاں پر قرعہ اندازی کرنے لگیں، حضرت عائشہؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو وہ جگہ بتادی، آج وہاں پر ایک بڑا ستون بنا ہوا ہے، چونکہ حضرت عائشہؓ نے اس جگہ کی تعیین کی تھی، اس لئے یہ جگہ ستون عائشہ کے نام سے منسوب ہے۔ یہ تفصیلات مجمع (الزوائد ۱۰/۴) کے مطابق درج کی گئی ہیں۔ ستون ابولبابہ بھی مسجد نبوی میں ایک ستون ہے، منبر کی جانب سے آئیں تو یہ چوتھا ستون ہے، یہودیوں کے سلسلے میں غداری کے بعد جو فیصلہ ہونا تھا اس کی اطلاع حضرت ابولبابہؓ نے اشاروں میں یہودیوں کو بتلا دیا تھا، بعد میں ان کو احساس ہوا کہ میں نے خیانت کی، خود کو مسجد نبوی کے ستون سے باندھ لیا تھا، نو روز تک اس حالت میں رہے، بالآخر توبہ قبول ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھولا، اس وجہ سے اس ستون کو ستون ابولبابہؓ کہتے ہیں۔

میں نے اس تمام ستونوں کے بارے یں عزیزم محمد نظر الہدی قاسمی اور محمد وہاج الہدی قاسمی کو بتایا اور پھر ریاض الجنۃ سے ہی باب السلام والے راستے میں داخل ہوگیا، آگے بڑھا تو بائیں ہاتھ پر مواجہہ شریف سامنے تھا، روضہ اقدس کی جالیاں مواجہہ شریف کی طرف تین حصوں میں بنی ہوئی ہیں، پہلا حصہ خالی ہے، دوسرے میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے تھوڑے نیچے سینہ مبارک کے پاس حضرت ابوبکر صدیقؓ اور پھر حضرت عمرؓ مدفون ہیں، سلام ان تینوں پر پڑھا جاتا ہے، جالیوں کو چومنے چاٹنے اور چھونے سے بچانے کے لئے یہاں پر ایک چھوٹی سی دیوار بنادی گئی ہے، جو تین فٹ کے قریب اونچی ہے، اس سے جالی تک پہونچنا دشوار ہوتا ہے، پولس والے سٹنے نہیں دیتے ہیں، البتہ جالیاں صاف نظر آتی ہیں، اور درود وسلام پڑھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی ہے، تیسرا خانہ جالیوں والا خالی ہے اور کہا جاتا ہے اس میں حضرت عیسی علیہ السلام جب تشریف لائیں گے اور موت کا ذائقہ چکھ لیں گے تو اس جگہ ان کی تدفین ہوگی۔

مواجہہ شریف کے بالکل الٹی سمت میں بھی صفہ کی طرف ایک جگہ جالی کے اندر خالی ہے، کہا جاتا ہے کہ یہی حضرت فاطمہؓ کا گھر تھا، مواجہہ شریف سے صلاۃ وسلام پڑھ کر نکلے تو گنبد خضراء نظر آتا ہے جو ہماری محبت وعقیدت کا مرکز اس لئے ہے کہ اس کے نیچے آقا صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔

مواجہہ شریف سے نکل کر مسجد میں باب النساء سے داخلہ ممنوع ہے، صفہ اور ریاض الجنۃ سے نکلنے والے نکل تو سکتے ہیں، اس راہ سے اندر نہیں جاسکتے، چنانچہ ہم لوگ دوسرے گیٹ سے اندر داخل ہوگئے، آج مغرب سے عشاء کے درمیان مسجد نبوی کے اس حصہ میں جو مسجد نبوی کی حد نبوی کے قریب ہے، اور اس پر چھاتا بنا ہوا ہے، رہنمائے حج وزیارت اور دیگر کئی کتابوں کے مصنف حاجی محمود عالم سے ملاقات طے تھی، چنانچہ ان سے ملاقات کے لئے ان کے بیٹھنے کی جگہ گیا، بہت تپاک سے ملے، ساتھ میں ان کے لڑکا محمد ساجد بھی تھے، عشاء تک وہیں بیٹھا رہا، مسجد نبوی کی تاریخ اور زیارت کے حوالہ سے بات ہوتی رہی، میں نے پوچھا آپ یہاں پر ہی کیوں بیٹھتے ہیں، کہنے لگے کہ یہاں سے گنبد خضراء صاف نظر آتا ہے، محبت کا یہ بھی ایک انداز ہے۔

عشاء کے بعد نکلا تو کھانے کی دعوت احد کے پاس مولانا طاہر حسین گیاوی کے داماد مولانا ولی اللہ کے یہاں تھی، جن کا تذکرہ پہلے کر چکا ہوں، وہ احد کے پاس ایک مسجد میں امام ہیں اور اپنی اہلیہ کے ساتھ ایک کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں، لاولد ہیں، وہ ہمیں لینے کے لئے آئے، خواتین بھی ساتھ ہولیں، کرایہ کا یہ مکان باہر سے تو کھنڈر معلوم ہوتا تھا، لیکن اندر مکینوں کے حسن سلیقہ اور سادگی کا بہترین مظہر تھا، آرائشی سامان نہ ہونے کے باوجود جس طرح یہ کمرہ مزین تھا ویسا کم دیکھنے کو ملتا ہے، سلیقہ مال ودولت کی فراوانی اور آرائشی سامانوں کی فراہمی سے الگ ایک چیز ہے، سادگی میں ناک میں نقط نیم کا تنکا بھی حسن میں اضافہ کرتا ہے، یہاں سب چیز سلیقے سے لگی ہوئی تھی، ہر چیز اپنی جگہ پر ہونے کی وجہ سے کمرہ مرتب بھی تھا اور حسین بھی، یہ ان کے مکان کا باہری حصہ تھا جو مہمانوں کے لئے ہی مختص ہے، خواتین کا کمرہ الگ تھا، مولانا ولی اللہ صاحب لکھنے پڑھنے کا ذوق رکھتے ہیں، مذہبی شاعری اور اسلامی ادب پر اچھی نظر ہے، خود بھی شاعری کرتے ہیں، سیرت پر ان کی کتاب منظوم سیرت خیر الانام ہے، جو ان کی شاعری کا بہترین نمونہ ہے، ایک کتاب آخرت کے موضوع پر بھی ہے، تھوڑی دیر بعد انہوں نے دستر خوان بچھا دیا، اور عمدہ بہاری کھانوں سے دستر خوان کو بھر دیا، گوشت اور کباب کی لذت آمیز مہک نے معدہ کا منہ کھول دیا اور ہم لوگ اسے منہ اور دانت کی مدد سے منتقل کرنے لگے، دعوت پر تکلف تھی، ولی اللہ کی تھی، اس لئے شکم سیر ہو کر کھایا گیا، دیر رات انہوں نے اپنی گاڑی سے ہوٹل بھی پہونچا دیا، جہاں ہماری قیام گاہ تھی۔ اگلے دن معمول کے مطابق ہم لوگوں نے نمازیں مسجد نبوی میں ادا کیں، آج رات کے کھانے کی دعوت مولانا قاسمی کی طرف سے تھی، وہ یہاں تنہا کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں، اسلئے خواتین کے ساتھ دعوت میں ان کے گھر جانے کی بات نہیں سمجھ میں آرہی تھی، طے پایا کہ وہ کھانا ہوٹل میں ہی پہونچا دیں، ہم لوگ یہیں ان کی دعوت سے لطف اندوز ہوں گے، چنانچہ انہوں نے برضا ورغبت اس مناسب تجویز کو قبول کرلیا، اور ہم لوگوں کی ضرورت سے اس قدر زیادہ کھانا لے کر آگئے کہ کئی وقت کام آیا، انہوں نے جس حسن سلوک کا مظاہرہ کیا، اس کا اصل اجر تو اللہ ہی کے پاس ہے، بندہ صرف شکر کے الفاظ پیش کرسکتا ہے۔ پھر دیکھتے دیکھتے ۵/ستمبر ۲۰۱۹ء کی تاریخ آگئی، ایک روز قبل سامان جمع لے لیا گیا، سامان ہی کیا تھا، کھجور کے پیکٹ، عطر کی شیشیاں، تسبیح کے گچھے، خواتین نے پوتے پوتی، نواسے نواسیوں کے لئے کچھ کھلونے اور بچوں کے لئے کچھ کپڑے لئے تھے، سامان کے وزن کی ضرورت بھی اہل کاروں نے نہیں محسوس کی، عزیزان محمد نظر الہدی قاسمی اور محمد وہاج الہدی قاسمی نے مل جل کر پیکٹ تیار کئے اور مل جل کر ہوٹل کے گیٹ پر لے جا کر رکھ دیا، خدمت پر مامور لوگوں نے اسے گاڑیوں پر لوڈ کر دیا تھا۔

ہم لوگوں کی واپسی کی فلائٹ ۵/ستمبر کو صبح سات بجے کی تھی، اعلان ہوا کہ سارے حجاج کرام جن کو اس فلائٹ سے سفر کرنا ہے، ہوٹل کے گیٹ پر نو بجے آجائیں، دیار نبی سے جدائی کی گھڑی سر پر آپڑی تھی، عشاء کی نماز کے بعد دوڑا دوڑا اصلاہ وسلام کے لئے مواجہہ شریف پر حاضر ہوا، صلاۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا، کمی وکوتاہی پر نادم وشرمندہ وہاں سے لوٹا، خواتین کو بھی مواجہہ شریف کی جانب نکلنے والی جگہ پر لے جا کر تھوڑی دوری سے صلاۃ وسلام پڑھوایا، حکومت کا عملہ بھگانے پر لگا تھا، اور خواتین بے قراری کے عجیب عالم میں تھیں، وہ ان کی آواز ہی نہیں سن رہی تھیں، بالآخر میں نے اہلیہ کا ہاتھ پکڑ کر ان کو ہٹایا، ان سب کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے، ان کی محبوب ترین چیز ان سے جدا ہو رہی تھی، صدمہ فطری تھا، میرا دل بھی بھر آیا، میں نے انہیں تسلی دینے کے لئے کہا کہ اللہ پھر بلائے گا، اس سے زیادہ کچھ کہنا میرے بس میں نہیں تھا، تجربہ یہ بتاتا ہے کہ زیادہ خوشی ہو یا غم ترجمانی کے لئے الفاظ کھو جاتے ہیں، کیونکہ الفاظ کا دائرہ تنگ ہوتا ہے، اور خیالات وکیفیات کی دنیا انتہائی وسیع ہے۔

اسی کیفیت میں ہوٹل پر آکے اپنا سامان جو ہاتھ میں لے جانا تھا لیا اور بس میں جا کر بیٹھ گیا، بس ۱۲/بجے کے بعد کھلی، بیٹھے بیٹھے تھک گئے، یہاں سے بس کھلنے کے بعد مدینہ ایئر پورٹ کے ذمہ داروں کی اجازت ضروری ہوتی ہے، تاکہ ایئر پورٹ پر زیادہ بھیڑ نہ ہو، ہم لوگ جلدی ایئر پورٹ پہونچ گئے، یہاں پر رہبری کے لئے لوگ تھے، ہمیں ایرپورٹ کے باہری انتظار گاہ (Weting Room) میں بیٹھا دیا گیا، میں رات بھر کا جاگا ہوا تھا، چنانچہ ایک بنچ پر لیٹ گیا، اے سی کی ہوا زوروں پر لگ رہی تھی، ٹھنڈک کا شدید احساس ہوا اور کچھ تو تھا نہیں، ہینڈ بیگ سے لنگی نکالا، بدن پر رکھ کر سو گیا، نظر الہدی نے جگایا، فجر کا وقت ہوگیا تھا، قریب ہی جماعت خانہ تھا، وہیں پر فجر کی نماز ادا کی گئی، تھوڑی دیر بعد راہ بر ہم لوگوں کو ایمیگریشن کی طرف لے کر چلا اور جلدی سارا کام نمٹ گیا، ایمیگریشن والے حجاج کرام کے ساتھ خصوصی معاملہ کرتے ہیں، چنانچہ ہم لوگوں نے چند بوتلیں الگ سے زم زم کی رکھ لی تھیں، چاقو وغیرہ بھی پھل کاٹنے کے لئے خواتین کے ہنڈ بیگ میں تھا، لیکن کوئی دارو گیر نہیں کیا، اب عورتیں مجھ سے کہہ رہتی تھیں کہ آپ نے منع کیا کہ نہیں جانے دیگا ورنہ اور بوتلیں لے آتی، اب انہیں کون سمجھائے کہ ہوتا یہی ہے، انہوں نے چھوڑ دیا تو ان کی مہربانی ہے۔

ایمیگریشن سے فارغ ہو کر ہم لوگوں نے حکومت کی جانب سے تقسیم ہو رہا ایک ایک قرآن کریم حاصل کیا، میں شوگر کا مریض، بھوک زیادہ لگ رہی تھی، اس لئے ہینڈ بیگ میں موجود باقیات کو ناشتے کے کام میں لایا اور فلائٹ کی بورڈنگ کا انتظار کرنے لگا۔

۷/بجا اور کانٹا آٹھ کی طرف بڑھ گیا، لیکن بورڈنگ نہیں ہو رہی ہے، حجاج کرام کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا، ہم لوگ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے، بعض عجلت پسند لائن میں کھڑے کھڑے بیزار ہو رہے تھے، تحقیق سے معلوم ہوا کہ پائلٹ رات بھر کا جگا ہوا تھا، آکر سو گیا ہے، وہ آئے گا تبھی بورڈنگ ہوگی، پائلٹ کوئی آٹھ بجے آیا، ایک گھنٹہ کی تاخیر تو ایسے ہی ہوگئی تھی، اور پھر لائن میں ''پہلے ہم'' کی تمنا، دھکا مکی کا ماحول بن گیا تھا، عورتوں کی لائن الگ تھی اور مردوں کی الگ، اس لئے خواتین اس دھینگا مشتی سے محفوظ تھیں، پہلے لکھ چکا ہوں کہ کولکاتا سے فلائٹ لینے کی وجہ سے ہمارے رفقاء سفر بنگالی تھے، اور وہ اپنی تہذیب وکلچر کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

ہم لوگ اپنی باری آنے پر فلائٹ میں بیٹھ گئے، لیکن عملوں میں وہ گرم جوشی نہیں تھی جو حج کے لئے جاتے وقت تھی، عملہ انتہائی سرد مہری برت رہا تھا، اتنے طویل سفر میں صرف ایک بار ہلکا ناشتہ دیا، کھانا غائب، کم وبیش ڈیڑھ گھنٹے کی تاخیر سے ہم لوگ کولکاتا ایرپورٹ پہونچے، پہلے حاجیوں کی ایک فلائٹ آچکی تھی، اعلان ہوا کہ جب تک پہلی فلائٹ کے حاجیوں کا ایمیگریشن نہیں ہو جاتا اس فلائٹ کے سارے حاجی بیٹھے رہیں گے، کوئی ایک گھنٹہ اس میں برباد ہوا، اللہ اللہ کر کے کولکاتا کی زمین پر قدم رکھا تو عصر کا وقت ختم کے قریب تھا، بعجلت تمام عصر کی نماز قصر پڑھی گئی، حج کمیٹی والوں نے انجمن خادم الحاج کے تعاون سے ناشتہ چائے وغیرہ کا معقول انتظام کر رکھا تھا، مستفید ہوئے، مغرب کی نماز پڑھی، ایرپورٹ کے اندر میرے شاگرد حافظ مہتاب عالم اپنے رفقاء کے ساتھ حاضر تھے، سامان کا ٹیگ دیکھ کر سامان سمیٹ چکے تھے، ان کے ساتھ حاجی نیاز احمد صاحب کے داماد بھی تھے، انہوں نے سامان جمع کرنے اور زمزم کے حصول میں مدد کیا، بنگال حج کمیٹی کے چیرمین بھی ملنے کے لئے آگئے، ایرپورٹ سے باہر آیا تو اسرار بھائی اور حسیب بابو جو میرے بڑے بھائی کے ساڑھو ہیں ان کے صاحب زادگان نے سامان کو گاڑی میں رکھنے میں مدد کی، گاڑی کھل گئی، اس کی منزل اب توپسیا میں حسیب بابو کا مکان تھا، جہاں دو دن قیام کرنا تھا، کیونکہ واپسی کا ٹکٹ ۷/ستمبر کا تھا، کولکاتا میں قیام کے دو دن بہت خوشگوار گذرے، ملنے کے لئے لوگ آتے رہے، اس لئے بوریت نہیں محسوس ہوئی، ایک دن ڈاکٹر امام اعظم اور شہاب الدین بھی ملنے کے لئے آئے، ڈاکٹر امام اعظم تمثیل نو کے ایڈیٹر اور مانو تکنیکل سنٹر کے ڈائرکٹر ہیں، شہاب الدین میرے گاؤں کے قریب کرہیا کے رہنے والے ہیں، علمی ادبی ذوق رکھتے ہیں اور ڈاکٹر امام اعظم کی ادبی سرگرمیوں میں ان کے دست وبازو بنے رہتے ہیں، ۷/ستمبر کو مظفر پور کے لئے روانگی ہوئی، حسیب بابو کے صاحب زادگان ہوڑہ چھوڑنے آئے، رات گذار کر کاٹھ گودام ایکسپریس ٹائم پر کوئی دس بجے مظفر پور پہونچی، مظفر پور اسٹیشن پر استقبال کرنے والوں کی بھیڑ رخصت کے وقت سے زیادہ تھی، وہاں سے گاڑیوں کا قافلہ زکریا کالونی سعد پورہ پہونچا اور ہم لوگ عافیت کے ساتھ گھر پہونچ گئے، فللہ الحمد والشکر

(ختم شد)

بہار میں فرقہ وارانہ فساد کے بڑھتے واقعات؛ ذمہ دار کون؟

امیش کمار رائے

اسی سال ایک ٹی وی پروگرام میں بہار کے وزیراعلیٰ نتیش کمار نے کہا تھا کہ ان کی مدت کار میں صوبے میں فرقہ وارانہ فسادات نہیں ہوئے، لیکن نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو (این سی آر بی) کے تازہ اعداد وشمار نہ صرف ان کے دعویٰ کو خارج کر رہے ہیں، بلکہ اعداد وشمار سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس معاملے میں بہار اول ہے۔ تقریباً ایک سال کی تاخیر سے جاری کئے گئے این سی آر بی کے اعداد وشمار کے مطابق، سال 2017 میں ملک بھر میں فسادات کے کل 58729 معاملے درج کیے گئے۔ ان میں سے 11698 فسادات بہار میں ہوئے۔

اس بار این سی آر بی کی رپورٹ میں فرقہ وارانہ/ مذہبی فسادات کے لئے الگ کالم بنایا گیا ہے اور ان کو عام فسادات سے الگ رکھا گیا ہے۔ اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ 2017 میں ملک میں کل 723 فرقہ وارانہ/ مذہبی فسادات ہوئے۔ ان میں سے صرف بہار میں فرقہ وارانہ/ مذہبی فسادات کے 163 معاملے ہوئے، جو ملک کے کسی بھی صوبے سے زیادہ ہیں۔ ان فسادات سے 214 لوگ متاثر ہوئے۔ فرقہ وارانہ/ مذہبی فسادات کے معاملے میں دوسرے مقام پر کرناٹک، تیسرے پر اڈیشہ، چوتھے پر مہاراشٹر اور پانچویں مقام پر جھارکھنڈ ہے۔ کرناٹک میں فرقہ وارانہ/ مذہبی تشدد کے 92 واقعات، اڈیشہ میں 91، مہاراشٹر میں 71 معاملات درج کئے گئے۔ اتر پردیش میں فرقہ وارانہ/ مذہبی فسادات کے 34 واقعات ہوئے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ 2016 کے مقابلے دیگر ریاستوں میں اس طرح کی واردات کم ہوئی ہیں۔ این سی آر بی کے اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ سال 2016 میں فرقہ وارانہ تشدد کے معاملے ہریانہ اول تھا۔ وہاں فرقہ وارانہ تشدد کے 250 واقعات ہوئے تھے لیکن، اس میں کافی کمی آئی ہے۔ 2017 میں ہریانہ میں فرقہ وارانہ تشدد کے محض 25 واقعات ہوئے۔ اسی طرح جھارکھنڈ میں 2016 میں فرقہ وارانہ تشدد کی 176 واردات درج کی گئی تھیں، جو 2017 میں گھٹ کر 66 پر آ گئیں۔ لیکن اس کے برعکس بہار میں اس طرح کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔ 2016 میں بہار میں فرقہ وارانہ تشدد کے 139 واقعات ہوئے تھے، جو سال 2017 کے مقابلے 24 کم تھے۔ 2016 سے پہلے کے سالوں میں بھی بہار میں فرقہ وارانہ تشدد کم ہوئے تھے۔ 27 نومبر 2012 کو لوک سبھا میں اس کو لے کر پوچھے گئے سوالوں کے جواب میں وزارت داخلہ کی طرف سے دیے گئے اعداد وشمار کے مطابق، 2009 اور 2010 میں بہار میں فرقہ وارانہ تشدد کے 40-40 واقعات درج ہوئے تھے۔ وہیں، 2011 میں فرقہ وارانہ تشدد کے 26 واقعات ہوئے تھے۔ 2012 میں بھی فرقہ وارانہ تشدد کے واقعات میں گراوٹ آئی تھی۔ اعداد وشمار کے مطابق 2012 میں بہار میں فرقہ وارانہ تشدد کی 21 واردات ہوئی تھیں، جن میں تین لوگوں کی موت ہوگئی تھی۔ حالانکہ 2013 میں فرقہ وارانہ تشدد میں اضافہ ہوا تھا۔ اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ اس سال فرقہ وارانہ تشدد کے 63 واقعات ہوئے تھے۔ جانکاروں کا کہنا ہے کہ حالیہ برسوں میں، بہار میں مذہبی انتہا پسندی میں اضافہ ہوا ہے۔ مذہبی تقریبات میں کھلے عام اشتعال انگیز گانے بجائے جاتے ہیں اور قابل اعتراض نعرے لگتے ہیں۔ جن کا حشر دو کمیونٹی کے درمیان کشیدگی اور تشدد کے طور پر سامنے آ رہا ہے۔ این سی آر بی کے اعداد وشمار اسی ٹرینڈ کی تصدیق کرتے ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ گزشتہ سال ہی رام نومی کے وقت بہار کے آدھا درجن اضلاع میں فرقہ وارانہ فسادات ہو گئے تھے اور فسادات کا ٹرینڈ کم وبیش یکساں تھا۔ ایک جلوس نکلتا ہے، اشتعال انگیز گانے بجتے ہیں، ایک افواہ اڑتی ہے اور پھر بھیڑ بے قابو ہوکر توڑ پھوڑ، پتھر بازی شروع کر دیتی ہے۔

گزشتہ سال درگا پوجا میں مورتی وسرجن کے جلوس کے دوران سیتامڑھی شہر میں فساد ہو گیا تھا، جس میں ایک مسلم بزرگ کو قتل کر دیا گیا تھا۔ اس فساد کو لے کر موقع پر تعینات پولیس اہلکاروں نے اپنے تحریری بیان میں اس بات کا ذکر کیا تھا کہ جلوس میں شامل لوگ بے حد قابل اعتراض نعرے لگا رہے تھے۔ سیتامڑھی میں ہوئی واردات کے متعلق ضلع کے ڈمرا بلاک کے بلاک ڈیولپمنٹ افسر مکیش کمار نے اپنے بیان میں لکھا تھا، ' میرے اور تھانہ انچارج (سیتامڑھی) کے ذریعے ہنومان جی کی مورتی کا جائزہ لیا گیا، ہنومان جی کی مورتی کے دونوں داہنے ہاتھوں پر گرد (دھول) جیسا نشان بنا ہوا تھا، جبکہ دونوں بائیں ہاتھ محفوظ تھے۔

انہوں نے اپنے بیان میں لکھا تھا کہ مورتی توڑنے کی افواہ کے بعد بھیڑ سے ایک آدمی مائیک لے کر چلانے لگا: ’’اے ہندو کے بچو! تم موگا ہو گئے ہو، پرتیما کا ہاتھ ٹوٹ گیا ہے اور تم لوگ چپ چاپ ہو، اس کا بدلہ لو۔ ایک ایک میاں کو کاٹ دو، مسجد کو توڑ دو۔‘‘ گزشتہ 10 اکتوبر کو پٹنہ سے سٹے جہان آباد شہر میں درگا مورتی کے وسرجن کے وقت زبردست تشدد ہوا۔ ایک سے دو شخص کی موت ہوئی۔ کئی مذہبی مقامات میں توڑ پھوڑ کی گئی اور تین درجن دکانیں لوٹ لی گئیں۔ حالات اتنے نازک ہو گئے تھے کہ پورے شہر میں کئی دنوں تک کرفیو لگا رہا اور کچھ دن کے لئے انٹرنیٹ خدمات بھی بند کرنی پڑیں۔ ڈیڑھ ہفتے تک جہان آباد شہر میں دفعہ 144 نافذ رہی۔ اب حالات پٹری پر لوٹنے ضرور لگے ہیں، لیکن لوگوں کے دل میں خوف اب بھی طاری ہے۔ جہان آباد کا تشدد بھی مورتی پر پتھراؤ کر کے اس کو برباد کرنے کی افواہ سے شروع ہوا تھا، اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا شہر جلنے لگا۔ موقع واردات سے آدھا کیلومیٹر دور واقع علاقوں میں بھی فسادی بھیڑ نے توڑ پھوڑ مچائی تھی۔ بتایا جاتا ہے کہ 10 اکتوبر کی صبح درگا پرتیما وسرجن کے لیے جا رہی تھی۔ شہر کی کچی مسجد کے پاس مورتی روک دی گئی تھی۔ اسی وقت یہ افواہ اڑی کہ مورتی پر پتھر بازی ہوئی ہے، جس سے مورتی ضائع ہوگئی ہے۔ اس کے بعد کچھ لوگوں کی بھیڑ چیختی ہوئی مسجد اور دکانوں کو نشانہ بنانے لگی۔ یہ واردات صبح 6 بجے کے آس پاس ہوئی تھی، لیکن اس وقت تھمی نہیں بلکہ 9 سے 11 بجے کے درمیان الگ الگ علاقوں میں دکانوں کو نشانہ بنایا گیا۔ جہان آباد ٹاؤن تھانہ انچارج ستیندر کمار ساہی نے پتھر بازی اور مورتی ٹوٹنے کے واقعہ سے پوری طرح انکار کیا اور کہا: ’’نہ مورتی پر پتھر پھینکا گیا تھا اور نہ ہی مورتی ٹوٹی تھی۔‘‘ اس تشدد میں جن دکانداروں کی دکانوں کو نقصان پہنچایا گیا ہے، وہ تمام غریب طبقے سے ہیں، واقعہ کے بعد ان کے گھروں کا چولہا مشکل سے جل پا رہا ہے۔ کچی مسجد سے تھوڑی دور بیچ محلا میں شمیم احمد کی ٹیلرنگ کی دکان تھی۔ فسادیوں نے دکان توڑ کر سامان لوٹ لیا اور دکان کو آگ کے حوالے کر دیا۔ شمیم ابھی تک دکان شروع نہیں کر پائے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ’’12 دن سے دکان بند ہے۔ دکان میں کچھ بھی نہیں چھوڑا گیا ہے کہ اس کو کھولا جائے۔ دکان دوبارہ چالو کرنے کے لئے سب کچھ خریدنا ہوگا، اتنی پونجی نہیں ہے کہ ڈیڑھ دو لاکھ لگا دوں، بارہ دن سے گھر میں بیٹھا ہوا ہوں، قرض لے کر چولہا جل رہا ہے۔‘‘

جانکار بہار میں فساد کے واقعات میں اضافے کے پیچھے آر ایس ایس اور دیگر تنظیموں کے عروج کو ذمہ دار مانتے ہیں۔ پٹنہ کے ڈی ایم دواکر کہتے ہیں کہ حال کے برسوں میں جس طرح سے مذہبی پروگراموں میں شدت پسندی بڑھی ہے۔ پچھلی رام نومی میں پٹنہ میں ننگی تلواریں لے کر رام نومی کا جلوس نکالا گیا تھا۔ اس سے صاف ہے کہ بی جے پی اب پہلے جیسی نہیں ہے۔ وہ بہار میں خود کو مضبوط کر رہی ہے اور فسادات اور دو کمیونٹی میں کشیدگی سے اس کو مضبوطی ملتی ہے۔ غور طلب ہے کہ اس سال 18 مئی کو ریاستی پولیس کے اسپیشل برانچ کے ایس پی نے بہار کے تمام اضلاع کے ڈی ایس پی کو آر ایس ایس سمیت 18 ہندتووادی تنظیموں کے بارے میں جانکاری اکٹھا کرنے کو کہا تھا۔ اس خط میں آر ایس ایس کے ساتھ ہی اس سے جڑے بجرنگ دل، وشو ہندو پریشد، ہندو جاگرن سمیتی، دھرم جاگرن سمنویہ سمیتی، ہندو راشٹر سینا، راشٹریہ سیویکا سمیتی، شکشا بھارتی، مسلم راشٹریہ منچ، درگا واہنی، سودیشی جاگرن منچ، بھارتیہ کسان سنگھ، بھارتیہ مزدور سنگھ، بھارتیہ ریل سنگھ، اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد، اکھل بھارتیہ شکشک مہا سنگھ، ہندو مہاسبھا، ہندو یوواواہنی اور ہندو پتر سنگھ کا ذکر کیا گیا تھا۔ ایس پی نے اس حکم کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے فوری کارروائی کرنے کو کہا تھا۔ ان تنظیموں کے بارے پولیس اس لئے بھی جانکاری جٹا رہی تھی، کیونکہ کئی فسادات میں ان تنظیموں کے ملوث ہونے کی بات سامنے آئی تھی۔ بہار میں فرقہ وارانہ فسادات کو لے کر آر جے ڈی رہنما تیجسوی یادو نے ٹوئٹر پر لکھا ہے: ’’بہار کے قصہ گو سی ایم کو دلی مبارکباد، ان کے انتھک پلٹی مار کوششوں سے ملک بھر میں بہار کو دنگوں میں اول مقام ملا ہے، مرڈر میں دوئم، متشدد جرائم میں دوئم اور دلتوں کے خلاف جرائم میں بھی بہار نمایاں طور پر دوسرے مقام پر ہے۔ پندرہ سال سے وزارت داخلہ انہیں کے ذمے ہے۔‘‘ لیکن، حیران کرنے والے اعداد وشمار کے باوجود بہار حکومت اس کو لے کر فکرمند نہیں ہے۔ بی جے پی کے سینئر رہنما ڈاکٹر پریم کمار سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ’’بہار میں سب کچھ ٹھیک ہے۔‘‘

جموں وکشمیر دو علاحدہ خطوں میں تقسیم لفٹیننٹ گورنروں کی حلف برداری

ملک کی واحد مسلم اکثریتی ریاست (جموں وکشمیر) جمعرات کو جموں وکشمیر تنظیم نو قانون ۲۰۱۹ء کے تحت باضابطہ طور پر دو حصوں میں منقسم ہوکر ’’یونین ٹریٹری آف جموں وکشمیر‘‘ اور ’’یونین ٹریٹری آف لداخ‘‘ میں تبدیل ہوگئی۔ اس دوران جموں وکشمیر کے گرمائی دارالحکومت سری نگر اور لداخ کے لیہ میں منعقد ہونے والی دو الگ الگ تقاریب میں گریش چندر مرمو اور رادھا کرشنا ماتھر نے بالترتیب ’’جموں وکشمیر‘‘ اور ’’لداخ‘‘ نامی یونین ٹریٹریز کے پہلے لیفٹیننٹ گورنر کی حیثیت سے اپنے عہدے کا حلف اٹھایا۔ انہیں جموں وکشمیر ہائی کورٹ کی خاتون چیف جسٹس ’’جسٹس گیتا متل‘‘ نے حلف دلایا۔ راج بھون سری نگر کے خوبصورت لانز میں منعقد ہونے والی تقریب حلف برداری میں چیف جسٹس ’جسٹس گیتا متل‘ نے مرکز کے زیر انتظام جموں وکشمیر کے پہلے لیفٹیننٹ گورنر ’گریش چندر مرمو‘ کو عہدے کا حلف دلایا۔ قبل ازیں لداخ کے لیہہ میں منعقدہ ایک سادہ تقریب میں جسٹس گیتا متل نے مرکز کے زیر انتظام علاقہ لداخ کے پہلے لیفٹیننٹ گورنر راھا کرشنا ماتھر کو عہدے کا حلف دلایا۔ حلف برداری کی دونوں تقاریب میں سول، پولیس اور فوج کے سینئر عہدیداروں نے شرکت کی۔ تاہم مرکزی حکومت کے کسی بھی وزیر نے تقاریب میں شرکت نہیں کی۔ اس کے علاوہ چنندہ میڈیا اداروں سے وابستہ صحافیوں کو ہی تقاریب کو کور کرنے کے لئے مدعو کیا گیا۔ حلف بردارری کے مقامات کے اندر و باہر اور اس کی طرف جانے والی سڑکوں پر سیکورٹی کے غیر معمولی انتظامات کئے گئے تھے۔ عہدے کا حلف اٹھانے کے بعد لداخ کے پہلے لیفٹیننٹ گورنر رادھا کرشنا ماتھر نے نامہ نگاروں کے ساتھ اپنی مختصر بات چیت کے دوران کہا کہ ہر ایک سے بات کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کا کہنا تھا: ’’میں ابھی اپنی ترجیحات پر بات نہیں کرسکتا۔ ترقیاتی پروگرام پہلے سے موجود ہیں جن سے مستفید ہونے کی ضرورت ہے۔ آپ کو ہر ایک سے بات کرنی چاہیے۔ آپ کے یہاں دو کونسل ہیں، یہاں دانشور طبقہ ہے، ہمارے یہاں عام لوگ ہیں، ان کو بتانا چاہیے وہ کیا چاہتے ہیں۔ ہماری ترجیحات ان کے مطالبات کے عین مطابق ہوں گی۔ لیفٹیننٹ گورنرس کی حلف برداری کی تقاریب کے موقعے پر جہاں وادی کشمیر میں جاری غیر اعلانیہ ہڑتال ۸۸؍ویں دن میں داخل ہوگئی، وہیں لداخ کے مسلم اکثریتی ضلع کرگل میں جمعرات کو تیسرے دن بھی ہڑتال رہی۔ کرگل میں ۳۱؍اکتوبر کو ’’یوم سیاہ‘‘ کے طور پر منایا گیا۔ کرگل میں مختلف جماعتوں کے مشترکہ پلیٹ فارم ’’جوائنٹ ایکشن کمیٹی‘‘ کا الزام ہے کہ لداخ کو یونین ٹریٹری کا درجہ دیے جانے کے ساتھ ہی کرگل کے ساتھ ناانصافی کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے، وہ ناانصافیوں کو فوراً سے پیشتر ختم کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اگرچہ سالانہ دربار مو کے تحت جموں وکشمیر میں سبھی ’’مو دفاتر‘‘ سری نگر میں بند ہو چکے ہیں، تاہم سیاسی مبصرین کے مطابق حلف برداری کی تقریب کو سری نگر میں اس لئے منعقد کیا گیا کیونکہ مرکزی حکومت بتانا چاہتی تھی کہ کشمیر اب مکمل طور پر ہندوستان کے ساتھ ضم ہو چکا ہے۔ جموں وکشمیر ہندوستان کے ساتھ الحاق کے ۷۲؍سال بعد دو حصوں میں تقسیم ہوکر دو یونین ٹریٹریز میں تبدیل ہوگیا ہے۔ ریاست کے آخری ڈوگرہ مہاراجہ، مہاراجہ ہری سنگھ نے ۲۶؍اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ہندوستان کے ساتھ الحاق کی دستاویز پر دستخط کئے تھے اور ہندوستان کی طرف سے اپنی فوجیں ایک روز بعد یعنی ۲۷؍اکتوبر کو سری نگر میں اتاری گئی تھیں۔ جموں وکشمیر ریاست کے دو مرکزی زیر انتظام علاقوں میں تبدیل ہوجانے کے ساتھ ہی یہاں ۱۰۶؍مرکزی قوانین اور آئین ہند کی ۹؍آئینی ترامیم نافذ العمل ہو گئے ہیں۔ ان میں تعلیم کا حق، بزرگ شہریوں کے فلاح و بہبود سے متعلق ایکٹ ۲۰۰۱ء اقلیتوں کے لئے قومی کمیشن ایکٹ، خواتین، بچوں و معذور افراد کی فلاح سے متعلق ایکٹ، پنچایتی راج سے متعلق آئین ہند کی ۷۳؍ویں اور ۷۴؍ویں ترامیم قابل ذکر ہیں۔ جموں وکشمیر تنظیم نو قانون ۲۰۱۹ء کے مطابق مرکز کے زیر انتظام جموں وکشمیر میں ۱۰۷؍رکنی قانون سازیہ ہوگی یعنی یہاں اسمبلی کے انتخابات ہوں گے۔ تاہم مرکز کے زیر انتظام لداخ میں قانون سازیہ نہیں ہوگی۔ قانون کے مطابق ۳۱؍اکتوبر سے جموں وکشمیر میں پولیس اور امن وقانون کی باگ ڈور مرکز کے ہاتھ میں ہوگی تاہم زمین سے متعلق کوئی بھی فیصلہ لینے کا حق منتخب حکومت کو ہوگا۔ جموں وکشمیر ہائی کورٹ دونوں مرکز کے زیر انتظام علاقوں کا مشترکہ ہائی کورٹ ہوگا۔ ۲۰؍اضلاع پر مشتمل یونین ٹریٹری آف جموں وکشمیر کی آبادی ایک کروڑ ۲۲؍لاکھ ۵۸؍ہزار ۴۳۳ ہے جبکہ یونین ٹریٹری آف لداخ کی آبادی ۲؍لاکھ ۹۰؍ہزار ۴۹۲؍ہے۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

پاکستان میں ٹرین میں لگی آگ ۷۴رافراد ہلاک ۹۰رزخمی

کراچی سے راولپنڈی جانے والی تیز گام ایکسپریس میں پنجاب کے ضلع رحیم یارخان کے قریب گیس سلنڈر پھٹنے سے آتشزدگی کے باعث ۷۴رافراد ہلاک جبکہ ۹۰رسے زائد مسافر زخمی ہوگئے۔ٹرین کو یہ حادثہ جمعرات کی صبح چھ بج کر پندرہ منٹ پر پنجاب کے ضلع رحیم یارخان کی تحصیل لیاقت پور کے چنی گوٹھ کے نزدیک چک نمبر ۶رکے تانوری اسٹیشن پر پیش آیا۔روزنامہ ''ڈان'' کے مطابق رحیم یار خان کے ڈسٹرک پولیس آفیسر (ڈی پی او) نے ٹرین حادثے میں ۷۴رافراد کی ہلاکت کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ ہلاک شدگان میں سے کسی کی بھی اب تک شناخت نہیں ہوسکی ہے۔(یواین آئی)

ملیشیا میں ڈینگو سے ۱۵۰رسے زائد اموات

ملیشیا میں اس بار اب تک ڈینگو کے سبب ۱۵۴رلوگوں کی موت نیز ایک لاکھ ۹۰رہزار افراد اس سے متاثر ہوئے ہیں۔مقامی میڈیا نے وزیر صحت ڈی احمد کے حوالے سے یہ اطلاع دیتے ہوئے کہا کہ ۲۶راکتوبر تک ایک لاکھ ۸رہزار ۸۸۰رلوگ ڈینگو سے متاثر ہوئے جبکہ سال ۲۰۱۸ء میں یہ تعداد تقریباً ۶۱رہزار ۲۰۰رتھی۔(یواین آئی)

ملکوں کے داخلی معاملات میں مداخلت ناقابل قبول: ہند۔سعودی مشترکہ اعلامیہ

ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی کے دوروزہ سعودی دورے کے اختتام پر جاری مشترکہ بیان میں کہا گیا ہے کہ دونوں ممالک کسی بھی ملک کے داخلی معاملات میں مداخلت کی تمام شکلوں کی مسترد کرنے کے اپنے عہد کا اعادہ کرتے ہیں دفعہ ۳۷۰رکے تحت جموں وکشمیر کو حاصل خصوصی آئینی حیثیت کو ختم کئے جانے کے بعد سے پاکستان کی طرف سے اس معاملے کو اچھالنے کی مسلسل کوششوں کے پس منظر میں مذکورہ مشترکہ بیان اہمیت کا حامل ہے۔ ہندوستان بار بار اپنے اس موقف کا اعادہ کرتا رہا ہے کہ کشمیر اس کا اٹوٹ حصہ ہے اور دفعہ ۳۷۰رکو ختم کرنا اس کا داخلی معاملہ ہے، کیوں کہ آئین میں یہ ایک عارضی التزام تھا اور ہندوستان نے اپنے اختیارات کے تحت ہی مذکورہ قدم اٹھایا ہے۔ ہندوستان یہ بھی واضح کرچکا ہے کہ دفعہ ۳۷۰رکو ختم کرنے کا لائن آف کنٹرول سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور وہ شملہ معاہدہ اور لاہور اعلامیہ کی بنیاد پر تمام معاملات پر کسی تیسرے فریق کی ثالثی کے بغیر باہمی طور پر بات چیت کرنے کے لئے تیار ہے۔ ذرائع کے مطابق یہ بات قابل ذکر ہے کہ سعودی شاہ سلمان بن عبداللہ کے ساتھ نریندر مودی کی میٹنگ میں کشمیر کا کوئی ذکر نہیں ہوا۔(یواین آئی)

مودی کے دورے کے بعد ہند سعودی عرب کے درمیان تعلقات مزید مستحکم

وزیراعظم نریندر مودی کے ریاض کے دوروزہ دورے کے بعد ہندوستان اور سعودی عرب کے درمیان باہمی تعلقات مزید مستحکم ہوں گے، اور دونوں ملکوں کے مابین اسٹریٹجک پارٹنر شپ کونسل کے قیام کے معاہدہ پر دستخط کے بعد ترقی کی رفتار مزید تیز ہوگی۔ وزیراعظم مودی کی وطن واپسی سے قبل اسٹریٹجک پارٹنر شپ کونسل کے قیام کے معاہدہ پر دستخط ہوئے۔اس دوران دونوں ملکوں کے درمیان مجموعی طور پر بارہ معاہدوں پر دستخط کیے گئے۔

اسٹریٹیجک پارٹنر شپ کونسل کی صدارت مشترکہ طور پر وزیراعظم مودی اور سعودی شاہ سلمان بن عبدالعزیز کریں گے۔اس دورے کے دوران وزیراعظم مودی نے سعودی شاہ سلمان بن عبدالعزیز اور ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کے علاوہ متعدد عالمی رہنماوں کے ساتھ باہمی تبادلہ خیال کیا۔قبل ازیں فیوچر انوسٹمنٹ انیشی ایٹیو (ایف آئی آئی) کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم مودی نے سعودی کمپنیوں کو ہندوستان کی توانائی کے شعبے میں سرمایہ کاری کی دعوت دیتے ہوئے بتایا کہ ہندوستان نے اس شعبے میں ۲۰۲۴ء تک ایک سو بلین ڈالر کی سرمایہ کاری کا ہدف مقرر کیا ہے۔ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کی موجودگی میں عالمی رہنماؤں سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر مودی نے کہا کہ ہندوستان میں انفراسٹرکچر میں سرمایہ کاری کے وسیع مواقع موجود ہیں اور ان کے ملک نے اگلے پانچ برسوں میں ملک کی معیشت کو ۵رٹریلین ڈالر تک لے جانے کا فیصلہ کیا ہے۔صرف انفراسٹرکچر کے شعبے میں ہی ڈیڑھ ٹریلین ڈالر کی سرمایہ کاری کی جائے گی۔(یواین آئی)

چین میں شیشے کے خطرناک پل بند

چین کے ایک صوبے میں حکام نے شیشے کے پلوں اور شیشے سے بنی سیرگاہوں کو حفاظتی خدشات کے پیش نظر بند کردیا ہے۔چین کے سرکاری ٹی وی سی سی ٹی وی کے مطابق مارچ ۲۰۱۸ء میں صوبہ ہیبائی میں حکام نے ۳۲رایسی سیرگاہوں کو بند کردیا تھا جہاں شیشے کے پل اور فٹ پاتھ ہیں۔چین میں شیشے کے پلوں کا رواج ۲۰۱۶ء میں ژیانگ جیجی میں دنیا کے بلند ترین پل کے افتتاح کے بعد فروغ پایا۔ایک اندازے کے مطابق چین میں ۲۳۰۰رشیشے کے پل تعمیر کیے جاچکے ہیں جبکہ شیشے سے بنے ہوئے فٹ پاتھوں اور دوسری گذرگاہوں کا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ پہاڑوں پر شیشے کے پل بنانے کا مقصد ایڈونچر کے شوقین مقامی سیاحوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا تھا۔چین میں شیشے کے پلوں پر بعض حادثات بھی پیش آچکے ہیں۔ رواں برس صوبے گوانگ ژی میں ایک سیاح اس وقت ہلاک ہوگیا جب بارش کی وجہ سے پل پر بہت پھسلن ہوگئی تھی اور سیاح پھسل کر سائیڈ ریلنگ سے ہوتا ہوا نیچے جاگرا۔سیاح کی موت سر میں آنے والی چوٹوں سے ہوئی۔اس کے علاوہ چھ سیاحوں کے زخمی ہونے کی بعد اطلاعات ہیں۔شیشے کے پل صرف صوبے ہیبائی میں عوام کے لیے بند نہیں کئے گئے بلکہ اور کئی صوبوں میں حکام نے حفاظتی اقدامات کے طور پر شیشے کے پلوں کو بند کردیا گیا ہے۔رواں برس چین کی مرکزی حکومت نے مقامی حکومتوں کو حکم دیا تھا کہ وہ شیشے کے پلوں کی سیاحوں کو خطرات کے حوالے مکمل جائزہ لیں۔چین کے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ویبو پر اس حکومتی اقدام کو سراہا جارہا ہے۔(بی بی سی لندن)

بزنس روزگار وکیریئر

اے ایم یو کے تینوں مراکز مودی حکومت کی بے توجہی کا شکار

ملک کے مایہ ناز تعلیمی اداروں میں سے ایک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے قیام کو سو سال مکمل ہونے جارہے ہیں۔ اس عرصے میں اے ایم یو کیمپس نے تو بہت ترقی کی لیکن اس کے تین مراکز کسم پرسی کا شکار ہیں اور بند ہونے کی دہانے تک پہنچ گئے ہیں۔اے ایم یو کے مراکز کو خاطر خواہ فنڈز کی فراہمی نہیں ہو پارہی ہے جس کی وجہ سے اس کے انتظامات میں رکاوٹ آرہی ہے اور کئی کورسز کو بند کردینا پڑا ہے۔اے ایم یو کے مراکز کی اس بدحالی کا ذمہ دار مرکزی حکومت کی سردمہری کو قرار دیا جاتا ہے۔اے ایم یو کے کشن گنج، بہار میں واقع مرکز کی حالت زار تو کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، کیرالہ کے ملپورم اور مغربی بنگال کے مرشدآباد کے مرکز کی حالت بھی خاص بہتر نہیں ہے۔حال ہی میں اس مسئلے پر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی طلبہ یونین کے صدر سلمان امتیاز نے کیرالہ کے گورنر عارف محمد خان سے ملاقات کی اور انہیں صورت حال سے آگاہ کرایا۔ یونیورسٹی کے پروفیسر شافع قدوائی بھی اعتراف کرتے ہیں کہ اے ایم یو کے مراکز اس وقت فنڈ کی کمی کے شکار ہیں۔انہوں نے کہا کہ ''کہاں تو پانچ مراکز قائم کرکے علم کی روشنی پھیلانے کا خواب دیکھا گیا تھا، اور کہاں اب موجودہ تین مراکز بھی اپنی شمع کو روشن بنائے رکھنے کے لئے جدوجہد کررہے ہیں۔''

کیرالہ کے گورنر عارف محمد خان سے ملاقات کرکے ملپورم سنٹر کے لئے آواز اٹھانے والے سلمان امتیاز نے کہا: ''یہ بات درست ہے کہ کشن گنج کا مرکز تمام تر پریشانیوں سے دوچار ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اے ایم یو کے دوسرے مراکز کی حالت بہترین ہے۔تاہم ملپورم کی دقتیں کچھ مختلف ہیں، مثلاً یہاں فنڈ کی بہت زیادہ کمی ہے اور اسی فنڈ کو واگزار کرنے کی خاطر ہم نے گورنر سے ملاقات کی تھی اور انہوں نے وعدہ بھی کیا ہے، عارف محمد خود علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے تعلیم یافتہ ہیں، لہٰذا وہ ہمارے درد کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

واضح رہے کہ ۲۰۱۰ء میں کیرالہ کے ملپورم میں ۳۳۶رایکڑ اراضی میں قائم اس سنٹر میں صرف ۳۰۰رکے قریب طلبہ زیر تعلیم ہیں۔اپنے قیام سے ہی یہاں بی ایس، ایم بی اے اور ایل ایل بی کی تعلیم دی جارہی ہے، لیکن آج ۹رسال بعد بھی کوئی نیا کورس شروع نہیں کیا گیا ہے۔اب فنڈ واگزار نہ ہونے کی پریشانی ہے، لہٰذا کسی بھی طرح کے نئے کورس کو شروع کرنے سے گریز کیا جارہا ہے۔دراصل مرکزی حکومت کی جانب سے یونیورسٹی کو فنڈز کی فراہمی نہیں ہو پارہی ہے، یہی وجہ ہے کہ یونیورسٹی مراکز کو فنڈ بھیجنے سے قاصر ہے۔سلمان کا کہنا ہے کہ ''کشن گنج مرکز کی حالت بدترین ہے جبکہ مرشدآباد میں بھی نسبتاً کوئی پیش رفت نظر نہیں آرہی ہے۔''بی جے پی حکومت جب سے مرکز کے اقتدار پر قابض ہوئی ہے، اے ایم یو مستقل زیر بحث ہے، سلمان کے مطابق حکومت کی بے توجہی سے محسوس ہوتا ہے کہ مراکز بند ہوجائیں گے۔یہی حکومت کی منشا ہے۔

دراصل سال ۲۰۱۶ء میں انسانی وسائل کے وزیر نے ان مراکز کو غیر قانونی قرار دیا تھا، اور دھمکی دی تھی کہ ان کی مالی امداد بند کردی جائے گی۔اے ایم یو کے سابق طالب علم فاروق میواتی کے مطابق راجیہ سبھا کے رکن اسمبلی جاوید علی خان نے اس معاملے کو راجیہ سبھا میں زور شور سے اٹھایا تھا اور اس پر کافی ہنگامہ بھی ہوا تھا۔غور طلب ہے کہ یونیورسٹی کی اکیڈمک کونسل اور ایگزیکٹو کمیٹی نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ایکٹ کے سیکشن ۱۲رکے تحت کیمپس کے باہر پانچ مراکز قائم کرنے کا فیصلہ کیا تھا جن میں سے ۳رکو شروع کردیا گیا۔کشن گنج والا مرکز کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے اور اس کی ۱۰۰رایکڑ اراضی دریائے مہانندا کے سیلاب میں ڈوب جاتی ہے۔ یہاں ایک سو پچاس سے بھی کم طلبہ زیر تعلیم ہیں جو اکثر سہولیات کی کمی کی شکایت کرتے ہیں۔اتنا ہی نہیں کشن گنج مرکز کے بی ایڈ کورس کی منظوری بھی ختم کردی گئی ہے۔ظفر منصوری علیگ کہتے ہیں کہ یہ سب حکومت کی سوچی سمجھی حکمت عملی ہے لیکن سوال اس سے قبل کی حکومتوں سے بھی ہیں۔دراصل ۲۰۰۶ء میں سچر کمیٹی کے مشورے پر اے ایم یو کے مراکز قائم کئے گئے تھے۔۲۰۰۸ء میں اے ایم یو کے اس وقت کے وائس چانسلر پی کے عبدالعزیز نے بہار کے وزیراعلی نتیش کمار کو زمین فراہم کرنے کے لئے خط لکھا اور وہ خط دو سال میں بہار پہنچ سکا۔تین سال میں زمین تلاش کی گئی اور ۲۰۱۳ء میں بہار حکومت کے اقلیتی ہاسٹل کے دو کمروں میں اسٹڈی سینٹر قائم کیا گیا۔اس کی بنیاد ۲۰۱۴ء میں سونیا گاندھی نے رکھی تھی لیکن عمارت آج تک تعمیر نہیں ہوسکی۔اب یہاں صرف دو سبجیکٹ پڑھائے جاتے ہیں۔سلمان امتیاز کا کہنا ہے: ''ہم نے بہار کے گورنر اور وزیراعلی سے ملاقات کے لئے درخواست پیش کی ہے۔اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے حقوق کے لئے لڑیں، ورنہ یہ مراکز اپنا وجود کھودیں گے۔'' (بحوالہ قومی آواز)

بہار کے عازمین حج ۲۰۲۰ء کے لیے ریجنل پاسپورٹ آفس پٹنہ کی جانب سے خصوصی سہولت

۲۰۲۰ء میں حج کا ارادہ رکھنے والے بہار کے عازمین حج کے لیے ریجنل پاسپورٹ آفس پٹنہ کی جانب سے پاسپورٹ بنوانے کے مرحلہ میں خصوصی سہولت دی جارہی ہے۔پاسپورٹ کے لیے آن لائن فارم بھرنے کے بعد بہار ریاستی حج کمیٹی کے دفتر سے وہ اگلے دن کا واک ان اپائنٹ منٹ حاصل کرسکتے ہیں۔اس کے لیے انہیں آن لائن فارم کی رسید حج بھون میں جمع کرنی ہوگی، اگلے دن انہیں واک ان اپائنٹمنٹ مل جائے گا۔لہٰذا حج کے خواہش مند حضرات جنہوں نے اب تک پاسپورٹ کے لیے فارم نہیں بھرا ہے وہ جلد از جلد پاسپورٹ کے لیے اپلائی کردیں اور اپنی رسید حج بھون میں جمع کرکے اگلے دن کا اپائنٹ منٹ حاصل کرلیں۔خیال رہے کہ حج ۲۰۲۰ء کے لیے فارم بھرنے کی آخری تاریخ ۱۰رنومبر مقرر کی گئی ہے، بہار ریاستی حج کمیٹی کے چیرمین الیاس حسن عرف سونو بابو نے اس سلسلہ میں میڈیا کو بتایا کہ مذکورہ تاریخ میں توسیع کے لیے ریاستی حج کمیٹی نے مرکزی حج کمیٹی سے رابطہ کیا ہے اور امید ہے کہ اس میں توسیع ہوگی۔واضح ہو کہ حج کے لیے رجسٹریشن فیس ۳۰۰رجمع کرنے ہوں گے، پہلی قسط کے طور پر جنوری ۲۰۲۰ء میں ۸۱۰۰۰ر روپئے جمع کرنے ہوں گے۔جبکہ بقیہ قسط مارچ اپریل تک جمع ہونے کا امکان ہے۔

طب و سائنس

یادداشت اور ذہنی کارکردگی کو کیسے بہتر بنائیں

خزیمہ سلیمان

زندگی میں کتنے ایسے مواقع آئے ہیں، جب آپ کو کوئی بہت اہم کام کرنا ہو اور آپ یکسر بھول گئے ہوں۔ لوگوں کے نام، اہم تاریخیں، پراجیکٹ کی ڈیڈلائن، کسی دوست کا فون نمبر، امتحان کا کانٹینٹ یا کوئی اہم واقعہ یا گفتگو؟ یقینی طور پر ایسا بہت بار ہوا ہوگا۔ کچھ بھول جانا اکثر اوقات بہت نقصاندہ ثابت ہوتا ہے۔

آپ چھوٹی چھوٹی چیزوں کو کیسے یاد کر سکتے ہیں اور کس طرح اپنے ذہن کی کارکردگی بہتر بنا سکتے ہیں اس کے لیے چند طریقے پیش کیے جا رہے ہیں جن پر عمل کر کے آپ اپنی یادداشت اور ذہنی کارکردگی کو بڑھا سکتے ہیں۔

اپنے دماغ کو بہتر غذا فراہم کیجیے

کچھ غذائیں ہمارے جسم کے مخصوص حصوں کے لیے بے حد مفید ہوتی ہیں، جیسے گاجروں کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ آنکھوں اور بینائی کے لیے بہت مفید ہیں۔ ایسے ہی کچھ غذائیں ایسی ہیں جو دماغ کو تقویت پہنچا کر اس کی کارکردگی بہتر بنانے میں کارگر ثابت ہوتی ہیں۔ ان غذاؤں میں سبز ناشپاتی، براکلی کی سبزی، جامن، ناریل کا تیل، انڈے، پتوں والی سبزیاں، مچھلی اور اخروٹ دماغ کے لیے بے حد مفید ہیں۔ اخروٹ کی دماغ جیسی ہیت کے پیچھے بھی یہی راز مضمر ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ایسی غذائیں جن میں وٹامن ڈی اور اومیگا تھری شامل ہو انہیں روزمرہ کی غذا میں باقاعدگی کے ساتھ استعمال کر کے دماغ کی کارکرگی اور صحت بہتر بنائی جاسکتی ہے اور ان سے دماغ کو چیزیں یاد رکھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

منفی سوچوں سے چھٹکارہ حاصل کیجیے

ہمارا ذہن قدرتی طور پر منفی چیزوں کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے اور ہمیں منفی خیالات اور سوچیں ہر وقت ہی تنگ کرتی رہتی ہیں۔ ذہن ان کا اس قدر عادی ہوتا ہے کہ آپ کو اپنا مائنڈ سیٹ مثبت کرنے کے لیے باقاعدہ محنت اور ریاضت کرنا پڑتی ہے۔ آپ کی منفی خود کلامی بُری سوچیں اور ذہنی قابلیت کو کمزور اور محدود کر دیتی ہیں اور اس سے آپ کی یادداشت پر منفی اثر پڑتا ہے۔ آپ اس بات کا خود بھی تجربہ کر سکتے ہیں کہ جو افراد ہر وقت گلے، شکوے، تنقید اور خود کو کمزور اور بُرا سمجھتے ہیں ان کی ذہنی کارکردگی بھی وقت کے ساتھ معدوم ہو جاتی ہے جبکہ مثبت سوچ رکھنے والے افراد کے ذہن ذرخیز رہتے ہیں۔

ورزش کیجیے

تجربات نے یہ بات ثابت کی ہے کہ ورزش کرنے والے افراد ذہنی آزمائشوں میں ان افراد سے بہتر کارکردگی دکھاتے ہیں جو کسی طور پر کوئی جسمانی مشقت نہیں کرتے۔ باقاعدہ ہلکی پھلکی ورزش آپ کے ذہن اور یادداشت پر مثبت اثرات مرتب کرتی ہے۔

خود کو مثبت سوچ کے حامل افراد کے ساتھ رکھیے

ہم ان لوگوں کا اوسط بن جاتے ہیں جن کے ساتھ ہمارا سب سے زیادہ وقت گزرتا ہے۔ خود کو شکست خوردہ اور منفی اور سوچ کے لوگوں کے ساتھ رکھنے سے آپ کو شدید نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اپنے آپ کو مثبت سوچ کے حامل افراد اور ان لوگوں کے درمیان رکھیں جو آپ کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے میں مددگار ثابت ہوں۔ ایک اچھے، معیاری اور لائق سماجی حلقے کی بدولت آپ کا ذہن نشونما پائے گا اور اسے بہتر کارکردگی دکھانے کی تحریک ملے گی۔

صفائی کا خیال رکھیے

ہمارا دماغ اس وقت بہتر انداز میں کام کرتا ہے جب اسے صاف ستھرا ماحول میسر ہو۔ اپنے اردگرد، کام کی جگہ پر گندی کٹھا نہ ہونے دیں اور آس پاس کی اشیا کو ترتیب سے رکھیں۔ صفائی اور ترتیب ہمارے دماغ کے لیے ذہنی اعمال زیادہ توجہ اور مؤثر انداز میں سرانجام دینے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

نیند کا خاص خیال رکھیں

ایک صحت مند دماغ اور جسم کے لیے نیند سے اہم کچھ نہیں۔ وقت پر سونا اور ایک ہی وقت پر جاگنا ہمارے ذہن کو اپنی تکان دور کرنے اور یادداشت کو پختہ کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ نیند کا خیال نہ رکھنے سے وقت کے ساتھ ساتھ یاداشت اور ذہنی کارکردگی پر منفی اثرات مرتب ہونے لگتے ہیں۔

نئی چیزیں سیکھتے رہیے

تحقیق نے یہ بات ثابت کی ہے جب تک آپ نئی چیزیں سیکھتے رہتے ہیں، آپ کا ذہن جوان اور توانا رہتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق وہ عورتیں جو اپنی عمر کے 80 یا 90 سال گزارنے کے بعد بھی ایک صحت منداور متحرک زندگی گزار رہی ہیں تو ایسی قابلِ رشک ذہنی صحت کا راز یہ ہے کہ وہ تمام عمر کچھ نہ کچھ نیا سیکھتی رہتی ہیں۔ نئی چیزیں سیکھتے رہنے سے آپ کی یادداشت اور ذہنی کارکردگی بہتر ہوتی رہتی ہے۔ آپ جس دن ذہن کو آزمائش میں ڈالنا بند کر دیں گے یہ ڈھلنے لگے گا۔ ذہنی آزمائشوں کے کھیل کھیلنا بھی اسے جوان و توانا رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

ذہنی دباو سے بچیں

ہمارا ذہن دباؤ کی صورتحال میں بہتر کارکردگی نہیں دکھا پاتا۔ ہر وقت فکرمند رہنا، سوچتے رہنا اور چیزوں کے بارے میں پریشان رہنا ہمارے ذہن کو شدید نقصان پہنچاتا ہے اور یادداشت کو کمزور کر دیتا ہے۔ ہمیں موقع پر ضرورت کی چیز یاد نہیں آتی اور ہماری کارکردگی متاثر ہو جاتی ہے۔ اپنے ذہن کو بے جا دباؤ اور خوف سے آزاد رکھیں تا کہ اس کی توانائیاں ضائع نہ ہونے پائیں اور اسے یادداشت کو تازہ رکھنے میں کسی مشکل کا سامنا نہ ہو۔

یاد رکھیں کہ ہمارا دماغ ایک مسل ہے اور مناسب محنت اور خیال رکھنے سے ہم اسے نہ صرف بہتر بنا سکتے ہیں بلکہ اس کی کارکردگی میں بھی بے حد اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ صحت مند اور توانا دماغ اچھی یادداشت کا ضامن ہے اور اچھی یادداشت آپ کو زندگی میں کامیابی دلانے میں ایک بڑا کردار کرتی ہے۔

ہفتۂ رفتہ — راشد العزیزی ندوی

جامعہ رحمانی مونگیر: مسابقۃ القرآن الکریم کا انعقاد

جامعہ رحمانی مونگیر میں ۲۴؍اکتوبر کو بعد نماز مغرب قرآن کریم کا مسابقہ ہوا، جس میں حفظ اور تجوید کے زبانی سوالات طلبہ سے کیے گئے، اس مسابقہ میں ۴۶؍طلبہ نے حصہ لیا، مسابقہ تین حصوں پر مشتمل تھا، پہلا حصہ جس میں ۱؍تا ۵؍پارہ سے سوال کیا گیا تھا، اور ساتھ میں حروف کے مخارج پوچھے گئے تھے، یہ حصہ ان طلبہ کے لیے خاص تھا، جن کا سبق دس پارے کے اندر ہے، دوسرے حصہ میں ۱؍تا ۱۰؍پارے تک کی یادداشت کا امتحان ہوا، اور ساتھ میں تجوید کا قاعدہ اللہ کا لام اور را کے بارے میں پوچھا گیا، اس حصہ میں درجہ حفظ اور شعبہ دارالحکمت کے طلبہ کو حصہ لینے کی اجازت تھی، تیسرا حصہ ۱؍تا ۱۵؍پارہ حفظ قرآن سے متعلق تھا، اور ساتھ میں تجوید کے قاعدے میم ساکن، نون ساکن اور تنوین کے متعلق پوچھا گیا تھا، یہ حصہ درجات عربی کے تمام حفاظ طلبہ کے لیے خاص تھا۔ مسابقہ کے نگراں جناب قاری نظام الدین صاحب استاذ جامعہ رحمانی نے بتایا کہ حکم کے فرائض قاری وسیم احمد صاحب قاسمی، قاری منظر عقیل صاحب رحمانی، قاری نوشاد عالم صاحب قاسمی اور قاری دانش قمر صاحب قاسمی نے انجام دیا، انہوں نے کہا کہ اس مسابقہ میں پہلی پوزیشن لانیوالے کو ایک ہزار روپئے، دوسری کو سات سو پچاس روپئے، اور تیسری کو پانچ سو روپئے دیئے جائیں گے، جامعہ رحمانی کے سرپرست مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی صاحب کی ہدایت پر یہ مقابلہ جامعہ رحمانی میں پچھلے سال سے شروع کیا گیا ہے، جس کے اچھے اثرات سامنے آرہے ہیں۔ واضح ہو کہ جامعہ رحمانی میں اچھا حافظ بنانے کے لیے اس کے علاوہ اور بھی چیزیں نافذ ہیں، جیسے قرآن کوئز، سب سے اہم بات یہ ہے کہ جامعہ رحمانی میں حافظ ہونے کے لیے چھ دنوں میں پورا قرآن سنانا لازم ہے، دستار بندی اور سرٹیفکٹ کے لیے یہ ضروری ہے، اسی طرح ایک دن، دو دن اور تین دنوں میں قرآن مجید سنانے پر معیاری انعام سے نوازنے کا سلسلہ برسوں سے جاری ہے۔ یہ مسابقہ بھی بہترین حافظ بنانے کی سمت میں ایک مضبوط قدم ہے۔

بنگال اور اتراکھنڈ میں ضمنی انتخابات 25 نومبر کو

مغربی بنگال کی تین اور اتراکھنڈ کی ایک اسمبلی سیٹ کے لئے ضمنی انتخابات 25 نومبر کو ہوں گے۔ الیکشن کمیشن کی طرف سے جاری ایک بیان کے مطابق ان چاروں سیٹوں کے لئے نوٹیفکیشن 30 نومبر کو جاری کیا جائے گا۔ کاغذات نامزدگی داخل کرنے کی آخری تاریخ 6 نومبر ہوگی۔ نامزدگی کی جانچ کی آخری تاریخ سات نومبر ہوگی اور نام واپس لینے کی آخری تاریخ 11 نومبر ہوگی۔ پولنگ 25 نومبر کو ہوگی جبکہ ووٹوں کی گنتی 28 نومبر کو ہوگی۔ انتخابی عمل 30 نومبر کو مکمل ہو جائے گا۔ مغربی بنگال میں کریم پور، کھڑگ پور اور کالی گنج محفوظ سیٹ پر الیکشن ہوں گے جبکہ اتراکھنڈ کی پتھوراگڑھ سیٹ پر ضمنی انتخابات ہوں گے۔ (یو این آئی)

جامعہ ہماری مشترکہ وراثت کی علامت: صدر جمہوریہ

صدر جمہوریہ رام ناتھ کووند نے کہا کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کا قیام جنگ آزادی کی تاریخ سے منسلک ہے اور یہ ہماری مشترکہ وراثت کا حصہ ہے مسٹر کووند نے جامعہ ملیہ اسلامیہ کی جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس یونیورسٹی کے بانیوں نے جو خواب دیکھا تھا وہ آج شرمندہ تعبیر ہو رہا ہے جنگ آزادی کا بگل بجنے پر یہاں کے بانیوں میں مولانا محمد علی جوہر، حکیم اجمل خان سمیت کئی شخصیات نے اس میں حصہ لیا اور بابائے قوم مہاتما گاندھی کے ساتھ مل کر جامعہ کا قیام عمل میں لایا اس یونیورسٹی کا مقصد سب کو ساتھ لے کر چلنا اور کثرت میں وحدت قائم کرنا تھا اور یہ اپنے سوویں سال میں داخل ہونے کے دوران بھی اپنی شبیہ کو برقرار رکھے ہوئے ہے، جو قابل ستائش ہے۔ انہوں نے کہا کہ انہیں ایسی یونیورسٹی کی کانووکیشن تقریب کا حصہ بن کر فخر کا احساس ہو رہا ہے، جہاں سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر ذاکر حسین نے 22 سال تک وائس چانسلر کے طور پر خدمات انجام دی ہیں بہار راج بھون اور راشٹر پتی بھون میں ذاکر حسین ہمارے پیشرو رہے ہیں یہ ان کے لئے انتہائی خوشی کا لمحہ ہے۔ صدر نے کہا کہ تعلیم کا مقصد انسان کو بہتر بنانا ہوتا ہے اور جامعہ کے ترانہ میں اس کی صاف جھلک دیکھنے کو ملتی ہے۔ تعلیمی شعبے میں جامعہ دنیا کے کئی ممالک کے ساتھ مشترکہ پروگرام چلا رہی ہے۔ جس سے اس کی شناخت عالمی ہوئی ہے۔ یہاں کے ماس میڈیا کے طالب علموں نے بھی بڑا نام کمایا ہے اور کھیل کے شعبے میں بھی کئی ریکارڈ قائم کئے ہیں۔ (یو این آئی)

ماہ ربیع الاول کا چاند نظر آیا

حضرت مولانا عبدالجلیل قاسمی قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے اعلان کیا ہے کہ مورخہ ۲۹؍صفر ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۹؍اکتوبر ۲۰۱۹ء روز منگل کو مرکزی دفتر امارت شرعیہ اور اس کی تمام شاخوں میں چاند دیکھنے کا اہتمام کیا گیا مگر مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ سے پھلواری شریف میں چاند نظر نہیں آیا البتہ صوبہ بہار کے بھاگلپور، پورنیہ، ارریہ، کشن گنج، جہان آباد نیز ملک کے دیگر مقامات جیسے رانچی، جمشید پور، لوہردگا، کٹک، وغیرہ سے عام رویت کی خبر موصول ہوئی۔ رویت اور شہادت کی تصدیق کر لی گئی ہے، اس لئے مورخہ ۳۰؍اکتوبر ۲۰۱۹ء روز بدھ کو ماہ ربیع الاول ۱۴۴۱ء کی پہلی تاریخ قرار پائی۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۲۵/۱۶۸/۱۴۴۰ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ چمپانگر بھاگلپور)

بی بی مشتری خاتون بنت محمد شمشاد۔فریق اول

بنام

محمد احمد ولد محمد مقبول مرحوم۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء چمپانگر بھاگلپور میں عرصہ ۴/سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے،لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت ۵/ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ مطابق ۳/دسمبر ۱۹ء روز منگل کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۷/۲۴۳۸/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ محمود العلوم دملہ مدھوبنی)

راضیہ خاتون بنت محمد عابد خان مقام وڈاکخانہ نیا گاؤں تھانہ ریام ضلع دربھنگہ۔فریق اول

بنام

عقیل خان ولد اسلام خان مقام وڈاکخانہ نیا گاؤں تھانہ ریام ضلع دربھنگہ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول راضیہ خاتون بنت محمد عابد خان نے آپ فریق دوم عقیل خان ولد اسلام خان کے خلاف دارالقضاء دملہ مدھوبنی میں تقریبا ۹/سال سے غائب ولا پتہ ہونے ودیگر حقوق جیسے حق زوجیت ونان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے،لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۲۶/ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۴/دسمبر ۲۰۱۹ء روز منگل کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن دارالقضاء دملہ مدھوبنی میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر عدم حاضری و پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۲/۹۹۸/۱۴۴۰ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ پورنیہ)

مریم خاتون بنت محمد سراجل مقام نیا بھرگاماں ڈاکخانہ وتھانہ بھرگاماں ضلع ارریہ۔فریق اول

بنام

محمد عزرائیل ولد محمد روجت مقام بربنارانی گنج ڈاکخانہ وتھانہ رانی گنج ضلع ارریہ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ مدعا علیہ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ نزد مسجد رضوان مادھو پارہ پورنیہ میں پانچ سال سے غائب ہونے نیز نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کی درخواست دی ہے،لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئدہ تاریخ سماعت ۳۰/ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۸/نومبر ۲۰۱۹ء روز جمعرات کو اپنے گواہوں کے ساتھ دارالقضاء امارت شرعیہ نزد مسجد رضوان مادھو پارہ پورنیہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔تاریخ مذکور پر عدم حاضری و پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ ہوسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

آسان راستہ

نسیم اختر شاہ قیصر

یہ اتھل پتھل کیوں ہے؟ اور رات دن ہنگامے کیوں ہیں؟ کیوں بے چینی اور اضطراب ہے اور کیوں ہر انسان مایوس نظر آتا ہے؟ وجوہات اور اسباب تو بے انتہا ہیں اگر ان پر نظر ڈالی جائے تو معاملہ ذرا طویل ہوجائے گا اور ہم اپنے مقصود اصلی سے دور چلے جائیں گے، جب سے انسان نے مادیت کو زندگی کا حاصل سمجھ لیا ہے اور دنیاوی وسائل وذرائع پر تکیہ کرلیا ہے اس وقت سے یہ صورت حال چاروں طرف دیوار بن کر حائل ہے جب اس دنیا کا حصول ہی مطمح نظر ہو اور آدمی یہ سمجھ لے کہ جو کچھ اسے ملنا ہے اسی دنیا میں ملنا ہے اور جو کچھ اسے پانا ہے اسی دنیا میں پانا ہے تو مضطرب اور بے چین ہی رہے گا اور اس کی روح بے قرار رہے گی، آخرت کا تصور جب ذہنوں سے محو ہوجائے اس دنیا سے رخصت ہونے کا یقین ختم ہوجائے اور جب یہ عقیدہ کمزور پڑنے لگے کہ یہاں سے جانے کے بعد ایک دوسرے عالم کی زندگی بھی سامنے ہوگی اور اتنی محنت اس دنیا کے لئے کی جارہی ہے اتنی محنت اگر اس عالم کے لئے کی جائے تو شاید یہ صورت حال نہ ہو ایک آسان راستہ اور آسان صورت یہ ہے کہ دیانت داری کے ساتھ زندگی گزاری جائے ،محنت ہو، جدوجہد ہو، صحیح انداز اور صحیح طریقہ پر کوششیں ہوں، خیانت اور بے ایمانی کا تصور نہ ہو، نفسانی اور بے جا خواہشات کی تکمیل کی طرف قدم نہ اٹھیں اپنے کردار اور عمل کو سچا اور صحیح رکھا جائے تو یقیناً دشواریوں سے حفاظت ہوگی اور مسائل قریب نہ بھٹکیں گے، جوں جوں دنیا کی طرف انسان مائل ہوتا ہے اور دنیا سمیٹنے کی خواہش انگڑائیاں لیتی ہے اسی طرح وہ مسائل کے جال میں پھنس جاتا اور اس سے نکلنا اس کے لئے مشکل ہوجاتا ہے۔

آج سب سے آسان راستہ یہ ہے کہ بندہ اپنے غلامی کا اقرار واعتراف کرے اور یقین رکھے کہ ایک طاقتور ذات اس کے اوپر موجود ہے جس کو اپنے ہر عمل کا جواب دینا ہے کسی کو دھوکا دیں گے، کسی پر ظلم کریں گے، کسی کو ستائیں اور کسی کی حق تلفی کریں گے تو سب کی سزا ملے گی اور برے نتائج بھگتنے ہوں گے اگر نیک عمل ہوگا، نیک خیالات ہوں گے، نیک راہوں کا انتخاب کیا ہوگا، تو کامیابی اور سربلندی یہاں بھی ملے گی اور وہاں بھی گلے کا ہار بنے گی۔ اپنے خالق کی مرضی کے تحت زندگی گزاریئے اور اس طرح کی زندگی گزارنے کے لئے اس نے باقاعدہ ایک ایسا پیغمبر اور ایک ایسا نبی اس دنیا کے اندر بھیجا جس کی ذات پر تمام کمالات انسانی کا اتمام ہوگیا۔ اخلاق ہو یا کردار کونسی ایسی خوبی اور کونسا ایسا جوہر ہے جو اس نبی آخر کی ذات کا حصہ نہ ہو، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ہی عدل وانصاف کے وہ مظاہر دیکھنے میں آئے، کردار وعمل کے وہ نمونے نظروں کے سامنے رہے اور انسانی عظمت ورفعت کے وہ نئے سانچے تیار ہوئے کہ آپ سے قبل اور آپ کے بعد ان انتہائی عظمتوں کا کوئی نمونہ پھر دنیا میں نہ آیا اور نہ آئے گا، یہ وہ ذات اقدس جسے خاتم النبین اور رحمت عالم بنا کر بھیجا گیا تھا ان کی حیات مبارکہ پوری دنیا کے لئے ایک ایسی مثال ہے جس کے بعد کوئی دوسری مثال ڈھونڈنے کی حاجت نہیں، ان کی زندگی کی بنیادی سچائی اور حقیقی صورت یہ ہے کہ آپ جو کام بھی انجام دیتے تھے وہ صرف رضائے الٰہی کے لئے وہ پیغام خداوندی پہنچاتے تھے تو خدا کی رضا کے لئے یعنی ان کے پاس جو کچھ بھی تھا وہ اپنے خالق اور مالک کی اطاعت اور فرماں برداری کے لئے تھا، انہوں نے اپنے سب معاملات اللہ کے سپرد کردئے تھے، اسی لئے طائف کے میدان میں ہم دیکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا گیا، خشت باری کی گئی، پاؤں مبارک خون آلود ہوگئے، تب بھی آپ کی زبان مبارک پر کوئی بددعا تو کیا کوئی نازیبا کلمہ بھی نہیں آیا، جب آپ کے کھانے میں زہر ملادیا گیا اور آپ نے وہ کھانا تناول فرمایا اس زہر کے اثرات تمام عمر باقی رہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زہر دینے والی عورت کو بھی برا بھلا نہیں کہا۔ جب آپ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا گیا اور آپ محفوظ رہے تب بھی آپ کی زبان مبارک کسی لعن وطن سے محفوظ رہی، جب آپ پر کوڑا کرکٹ ڈال دیا جاتا تھا یا اوجھڑی ڈال دی جاتی تھی تب بھی آپ کسی ایسی بات کا اظہار نہیں فرماتے تھے جس سے نفرت کی بو آتی ہو، بس یہی معاملہ زندگی سے ہر مسلمان کے لئے اور ہر اس بندہ مومن کے لئے جسے اس کا یقین ہے کہ دنیا کی یہ زندگی عارضی اور وقتی ہے، یہ اپنے اختتام کو پہونچے گی اور اسے بارگاہ خالق میں حاضر ہونا ہوگا جس نے یہ سمجھ لیا اور جس شخص نے یہ راز پالیا گویا اس نے اپنے لئے ایسے آسان راستہ کا انتخاب کرلیا جہاں نہ اضطراب ہے نہ بے چینی ہے نہ بے سکونی اور نہ بے اطمینانی ہے۔

بقیہ مولانا آفتاب عالم مفتاحی............ میں نے جب مولانا نبی اختر مظاہری کی شاعری کا مجموعہ "میری سنو" مرتب کیا تو اشعار کے نوک وپلک درست کرنے میں انہوں نے میرا ہاتھ بٹایا، مولانا رئیس اعظم کے مجموعہ کلام "خیال خاطر" کی ترتیب میں بھی ان کا بھرپور تعاون ملا۔ مولانا کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک سرپرست اور مربی میرا رخصت ہوگیا، جدائی کا صدمہ شدید ہے اور دل بے چین ہے، لیکن زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون کے ساتھ للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شئی عندہ لاجل مسمیٰ کے علاوہ کچھ نہیں، اللہ مرحوم کی مغفرت فرمائے، پس ماندگان کو صبر جمیل دے، اب ملاقات انشاء اللہ قیامت میں ہوگی، الوداع، الوداع، الوداع

سرمایہ ملت کے نگہباں.......... ایک تیسرا طریقہ جو علمی دنیا میں کم مروج ہے، یہ بھی تھا کہ شخصیت کے اعتبار سے درجہ بندی کی جاتی ، ایسے میں یہ ضروری نہیں رہتا کہ یہ ترتیب آپ کے ذوق پر بھی پوری اترے، کیوں کہ اس صورت میں اصل چیز مصنف کا زاویۂ نظر اور احترام وعقیدت ہوا کرتی ہے اور ہر قاری کی عقیدت ومحبت کا مرکز ایک ہی ہو، ایسا ممکن نہیں۔ ۲۰۱۹ء میں چھپی ،۲۰۲ صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت دوسو روپے ہے، جسے دینیہ اکادمی مدرسہ دینیہ غازی پور، مکتبہ حسن محلّہ زیر قلعہ غازی پور سے حاصل کرسکتے ہیں، آخر الذکر کی حیثیت اس کتاب کے ناشر کی ہے، کاغذ، طباعت، سرورق اور بائنڈنگ عمدہ ہے، اغلاط سے بڑی حد تک پاک ہے، فہرست مضامین میں بعض مضمون پر صفحہ نمبر ڈالنے میں سہو ہوگیا ہے، مثلاً "کیا لوگ تھے جو راہ وفا سے گذر گیے" کا صفحہ نمبر ایک سو اکسٹھ نہیں، ایک سو اکتالیس ہے، تھوڑی بہت فروگذاشت قابل ذکر نہیں، کتاب اس لائق ہے کہ ہر لائبریری کی زینت بنے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168

Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah

Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید ودینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ امیر شریعت صوبہ بہار واڑیسہ

رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند

نتیجہ فکر: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند

زہے ممتاز اقراں منت اللہ — باسم بامسمیٰ منت اللہ

امیر شرع و منہاج شریعت — بعد لش بر خصیماں ابر رحمت

برائے صائب و سنجیدہ اخلاق — باتفاق و بایقان و با رفاق

بطبع لیّن و با قلب ھیِّن — بعزم راسخ و با جزم بیّن

مشیخت بر جبینش از اب و جد — بیامد مثل بیضہ بر زبر جد

ز دارالعلوم دیَبَن مستفیدست — سپش در مجلس شوریٰ مفید است

ارمغان اجلاس صدسالہ نظم بیادگار اجلاس صدسالہ درالعلوم دیوبند منعقدہ: ۲۱/۲۲/۲۳/مارچ ۱۹۸۰ء

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

ماہ ربیع الاول میں امارت شرعیہ کے ذریعہ اجلاس سیرت النبیؐ کے پروگرام

جملہ مسلمانوں سے شرکت کی اپیل

امارت شرعیہ نے ماہ ربیع الاول کو سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشہیر کے مہینے کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا ہے، مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے اس کے لیے جاری بیان میں کہا ہے کہ اس تعلق سے مختلف اضلاع سمیت شہر پٹنہ کی مختلف مرکزی مساجد میں مختلف تاریخوں میں اجلاس سیرت النبی ﷺ کا انعقاد ہونا ہے، جس کی ترتیب بنالی گئی ہے۔ یہ اجلاس ۲؍ربیع الاول سے شروع ہو چکا ہے اور ان شاء اللہ ربیع الاول کی مختلف تاریخوں میں پورے مہینے جاری رہے گا، جس میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت اور آج کے ماحول میں اس کی ضرورت کو بیان کیا جائے گا، یقیناً سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر چل کر ہی دنیا میں امن وسکون اور اخوت و محبت کا ماحول قائم کیا جاسکتا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری دنیا کو ہدایت، امن، سکون اور محبت وانصاف کا راستہ دکھایا۔ دنیا سے ناانصافیوں، ظلم وستم اور نفرت وعداوت کا خاتمہ کیا۔ ربیع الاول کے اس مبارک مہینہ کا تقاضا ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کی تعلیمات کو یاد کریں اور ان پر عمل پیرا ہونے کا عزم مصمم کریں، امارت شرعیہ کے ذریعہ سیرت کے جلسوں کے انعقاد کا یہی بنیادی مقصد ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انسانوں کو حسن اخلاق، آپسی بھائی چارہ، تمام انسانوں سے محبت، رشتہ داروں، پڑوسیوں اور اللہ کے تمام بندوں سے بلاتفریق مذہب وملت محبت کرنے کا حکم دیا اور جھگڑا فساد اور قتل وغارت گری سے دور رہنے کا پیغام دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ایسی ہیں کہ ان پر عمل کرنے سے دنیا امن وسکون کا گہوارہ بنے گی۔ ہم سب کو چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ کی سیرت اور آپ کی احادیث پڑھیں، ان کو یاد کریں، ان پر عمل کریں اور جہاں تک ہو سکے اپنے بھائیوں، دوستوں، گھر والوں اور متعلقین تک پہونچانے کی کوشش کریں، غیر مسلم بھائیوں تک بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام امن وانصاف کو پہونچائیں۔ حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی فکر یہ ہے کہ اصلاح معاشرہ کی ان تدابیر کے اختیار کے ساتھ ہر شخص اپنا تعلق اپنے خالق ومالک سے استوار کرے اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرے اور آئندہ عبادت و اطاعت والی زندگی گذارنے کا عزم کرے۔ یکسوئی کے ساتھ ''لاحول و لاقوۃ الا باللّٰہ'' پورے دن میں کم از کم پانچ سو مرتبہ اور '' استغفر اللّٰہ من کل ذنب و اتوب الیہ'' ایک سو مرتبہ پڑھنے کا معمول بنائے اور دعاؤں کا خاص اہتمام کرے۔

شہر پٹنہ میں اجلاس کی ترتیب مندرجہ ذیل ہے:

نمبر شمار	تاریخ اجلاس	مقام اجلاس	اسماء مقررین
۱	۲؍نومبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب	نئی مسجد ہارون نگر سیکٹر ۲	مولانا مفتی سعید الرحمٰن صاحب مفتی امارت شرعیہ مولانا مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی صاحب
۲	۳؍نومبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب	جامع مسجد بکسریا ٹولہ سلطان گنج	مولانا نورالحق رحمانی صاحب استاذ المعہد العالی مولانا سہیل اختر قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت
۳	۳؍نومبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب	چھتہ مسجد عالم گنج	مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مفتی احتکام الحق صاحب نائب مفتی
۴	۳؍نومبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب	جامع مسجد نہسہ عثمان نگر	مفتی سعید الرحمٰن صاحب قاسمی، مولانا رضوان احمد ندوی صاحب مفتی اسعد اللہ قاسمی صاحب
۵	۴؍نومبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب	مریم مسجد مولاباڑغ، نیا ٹولہ	مولانا رضوان احمد ندوی صاحب، مولانا انظار عالم قاسمی صاحب
۶	۵؍نومبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب	جامع مسجد خلیل پورہ	مولانا عبدالجلیل قاسمی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب، قاضی وصی احمد قاسمی صاحب
۷	۶؍نومبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب	شاہی سنگی مسجد پھلواری شریف	مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب، قاضی وصی احمد قاسمی صاحب ، مولانا اشتیاق صاحب
۸	۶؍نومبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب	جامع مسجد نیا ٹولہ ، پھلواری شریف	قاضی وصی احمد قاسمی صاحب، قاری مجیب الرحمٰن صاحب مولانا عبداللہ انس صاحب
۹	۶؍نومبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب	جامع مسجد نیو پاٹلی پترا کالونی	مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی صاحب صدر مفتی امارت شرعیہ مولانا مفتی مجیب الرحمٰن بھاگل پوری
۱۰	۷؍نومبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب	جامع مسجد کربلا	مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب، مولانا عبدالباسط ندوی صاحب سکریٹری المعہد العالی، قاری مجیب الرحمٰن صاحب
۱۱	۸؍نومبر ۲۰۱۹ء جمعہ میں خطاب	گھیرا مسجد، سلطان گنج	مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب، مولانا منہاج عالم ندوی
۱۲	۸؍نومبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب	قربان مسجد، عیسی پور	مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب، مولانا مفتی تبریز صاحب استاذ دار العلوم الاسلامیہ، مولانا ساجد رحمانی صاحب
۱۳	۸؍نومبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب	مسجد بلال، سمن پورہ	مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب، مفتی سعید الرحمٰن صاحب قاسمی
۱۴	۸؍نومبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب	جامع مسجد پیر بہور	مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی صاحب، مولانا رضوان احمد ندوی صاحب
۱۵	۹؍نومبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب	ملی مسجد، ملت کالونی پھلوای شریف	مولانا عبدالجلیل قاسمی صاحب قاضی شریعت مولانا مفتی سعید الرحمٰن صاحب، مولانا سہیل اختر صاحب
۱۶	۱۶؍نومبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب	جامع مسجد دریاپور	مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب، مفتی وصی احمد قاسمی صاحب مفتی اسعد قاسمی صاحب
۱۷	۳۱؍اکتوبر سے مستقل ۱۰؍دنوں	قاضی نگر مسجد، پھلواری شریف	متعدد علماء کرام
۱۸	۱۷؍نومبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب	کنکر باغ جامع مسجد	مفتی وصی احمد قاسمی صاحب، مفتی ابوشحمہ قاسمی صاحب

اسکے علاوہ ضلع بیگوسرائے کے ایک سو سے زیادہ مواضعات میں امارت شرعیہ کا اصلاحی ودعوتی ہفت روزہ دورۂ وفد آج سے شروع ہو چکا ہے جو ۹؍نومبر تک جاری رہے گا۔ ۲؍نومبر سے ۷؍نومبر ۲۰۱۹ء تک ضلع مدھے پورہ، سوپول اور سہرسہ کی تمام مسلم آبادیوں کا خصوصی تربیتی اجلاس ضلع کے مرکزی مقام پر زیر صدارت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ منعقد ہو رہا ہے۔ تمام مسلمانوں سے ان سبھی اجلاسوں میں حسب پروگرام شرکت کی اپیل ہے۔

خصوصی تربیتی اجلاس کا مقصد امت کی انفرادی واجتماعی زندگی کو بہتر بنانے کی جدوجہد کرنا ہے: مولانا محمد شبلی القاسمی

مورخہ ۲؍تا ۷؍نومبر مدھے پورہ، سوپول اور سہرسہ میں ہوں گے خصوصی تربیتی اجلاس، لوگوں سے شرکت کی اپیل

قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی نے ۲؍تا ۷؍نومبر ۲۰۱۹ء مدھے پورہ، سوپول اور سہرسہ میں ہونے والے خصوصی تربیتی اجلاس برائے نقباء، نائبین نقباء، ارباب حل وعقد، ارکان شوریٰ وعاملہ، ائمہ کرام، اساتذہ وذمہ داران مدارس، دانشوران اور ملی وسماجی کارکنان کے متعلق ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ قوم وملت کی جس قدر خدمت امارت شرعیہ کے ذریعہ ممکن ہے، الحمد للہ امارت شرعیہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی جرأت مندانہ، دوراندیش وبصیرت افروز قیادت وامارت میں اس خدمت کو بہتر طریقہ سے انجام دے رہی ہے، امارت شرعیہ کی کوشش ہے کہ تینوں صوبوں میں اپنے متعلقین سے رابطہ کو مضبوط کرے اور کاموں کو مزید وسیع اور مضبوط کیا جائے اور لوگوں کے زمینی اور حقیقی مسائل سے باخبر ہو کر ان کے حل کی ممکن حد تک بروقت اور مخلصانہ جدوجہد کی جائے، اس لیے امارت شرعیہ نے مختلف مراحل میں مختلف اضلاع میں نقباء، نائبین نقباء، علماء کرام، ائمہ مساجد، اساتذہ وذمہ داران مدارس، دانشوران اور سماجی کارکنان کے لیے خصوصی تربیتی اجلاس کا سلسلہ گذشتہ سال ہی شروع کیا تھا، اب تک مغربی ومشرقی چمپارن، دربھنگہ، مدھوبنی، سیتامڑھی، مظفرپور میں یہ اجلاس ہو چکا ہے اور اب مدھے پورہ میں ۲؍اور ۳؍نومبر، سوپول میں ۴؍۵؍نومبر کو اور ۶؍۷؍نومبر کو سہرسہ میں یہ اجلاس ہو رہا ہے۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ ہم سب لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے اپنے علاقہ کے لوگوں کی اصلاح اور ان کی تعلیم وتربیت کی فکر کریں اور انفرادی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے جس طرح محنت کرتے ہیں، اسی طرح اجتماعی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے بھی محنت کریں۔ جب تک ہم خود اپنی اور اپنے علاقہ کی اصلاح کی فکر نہیں کریں گے اس وقت تک حالات نہیں بدلیں گے، اس لیے اللہ سے اپنے رشتہ کو مضبوط کیجئے، اور حالات کو بدلنے کی انفرادی اور اجتماعی کوشش کیجئے، ان شاء اللہ تعالیٰ حالات میں تبدیلی آئے گی۔

واضح ہو کہ امارت شرعیہ کے زیر اہتمام دو روزہ خصوصی تربیتی اجلاس ۲؍اور ۳؍نومبر کو جامع مسجد مدھے پورہ میں منعقد ہوگا۔ دو روزہ اجلاس چار نشستوں پر مشتمل ہوگا، ان شاء اللہ ہر نشست کی صدارت حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی فرمائیں گے۔ اجلاس کی نشستیں صبح دس بجے سے عشاء کی نماز تک چلیں گی، درمیان میں نماز، کھانے اور آرام کے لیے وقفہ ہوگا۔ آخری نشست اجلاس عام کی صورت میں جامعہ فیض زہرہ جھٹکیا، مدھے پورہ میں بعد نماز مغرب منعقد ہوگی۔ سوپول کا اجلاس ۴؍اور ۵؍نومبر کو مرکز جامع مسجد سوپول میں اسی ترتیب کے مطابق ہوگا، جبکہ اجلاس عام بعد نماز مغرب ۵؍نومبر کو عیدگاہ میدان سوپول میں منعقد ہوگا۔ سہرسہ کا اجلاس ۶؍اور ۷؍نومبر کو میرج گارڈن سہرسہ بستی میں اور اجلاس عام ۷؍نومبر کو بعد نماز مغرب عیدگاہ میدان سہرسہ بستی میں منعقد کیا جائے گا۔ اس اجلاس میں نقباء ونائبین نقباء کی ذمہ داریاں، مسلم معاشرہ میں پیش آنے والے مسائل اور ان کا حل، مکاتب کے قیام، مدارس کے تعلیمی نظام، نئی نسل کی تربیت، مساجد کے انتظام و انصرام، دینی وعصری تعلیم کی ضرورت، نوجوان لڑکیوں اور لڑکوں کی بے راہ روی، لڑکوں اور لڑکیوں سے اختلاط کی وجہ سے ارتداد کی طرف اٹھتے ہوئے قدم اور اصلاح معاشرہ جیسے اہم اور سلگتے ہوئے مسائل پر تبادلۂ خیال ہوگا، نیز حضرت امیر شریعت بنفس نفیس علاقہ کے لوگوں سے ان کے مسائل سنیں گے اور اس کے حل کی تدبیریں بتائیں گے۔ مولانا نے مذکورہ تمام اضلاع کے نمائندوں، علماء، ائمہ مساجد، دانشوران، مجلس استقبالیہ کے اراکین، نقباء و نائبین نقباء، وخواص سے بڑی تعداد میں شرکت کی اپیل کی ہے۔

ضلع بیگوسرائے میں وفد امارت شرعیہ کا دعوتی دورہ

امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی ہدایت پر امارت شرعیہ کا ایک موقر وفد مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں ضلع بیگوسرائے کے مختلف دیہاتوں اور قصبات میں اصلاحی اور دعوتی دورے پر گیا ہے، اس وفد میں مولانا عبدالباسط ندوی سکریٹری المعہد العالی، مولانا مفتی محمد یحیٰ غنی، مولانا مفتی شکیل احمد قاسمی، مولانا مفتی عبیداللہ قاسمی اساتذہ دارالعلوم الاسلامیہ، مولانا محمد ارشد قاسمی قاضی شریعت گوگری، ضلع کھگڑیا، مولانا عبدالعظیم حیدری قاضی شریعت بیگوسرائے، مولانا محمد ارشد قاسمی صاحب قاضی شریعت پورنیہ، مولانا محمد صابر نظامی سکریٹری جمعیۃ علماء بیگوسرائے، مولانا محمد نور عالم رحمانی مبلغ امارت شرعیہ اور مولانا محمد رفعت عثمانی صاحب نمائندہ امارت شرعیہ بیگوسرائے بھی شریک ہیں۔ وفد کا یہ دورہ ۳۱؍اکتوبر ۲۰۱۹ء سے جاری ہے اور ۹؍نومبر ۲۰۱۹ء تک جاری رہے گا، اس درمیان مختلف مقامات پر علماء کرام کا خصوصی خطاب ہوگا اور ہر دن اجلاس عام بھی ہوگا۔

Volume:59/69,Issue:42 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

دیکھتا ہوں خود کو میں گرد سفر ہوتے ہوئے
منزل عشق نبیؐ لگتی ہے سر ہوتے ہوئے
(مسرور جوہر)

سازشوں کی سیاست

احساس نایاب

جمہوری ملک کہلانے والا ہندوستان آج بھاجپا کے ہندوتوا کے ایجنڈے پر گامزن ہے اور وہ اپنے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے نت نئے منصوبے بنارہی ہے۔ یوں تو اس کی شروعات نومبر ۲۰۱۶ء میں راتوں رات کالا دھن لانے کی آڑ میں نوٹ بندی جیسے جاہلانہ فیصلے کو جبراً عوام پہ تھوپ کر کی گئی تھی اور اُس وقت جس فیصلے کو بے بنیاد ٹھہرایا جارہا تھا دراصل اُس کا اصل مقصد آج سمجھ میں آرہا ہے کہ مودی سرکار نے کیوں راتوں رات بنا کسی کو اطلاع کئے نوٹ بندی کا اعلان کردیا؟ دراصل بی جے پی کی منشا عوام کے ساتھ ساتھ سیکولر کہلانے والی اپوزیشن جماعتوں کی بھی کمر توڑنی تھی جس سے پورے ہندوستان کی اقتصادی حالت پست ہوتی چلی گئی۔ وہیں بھاجپائیوں کا سارا کالا دھن سفید ہوگیا جس سے وہ مستقل طور پر مضبوط ہوگئے اور اس نوٹ بندی کے وار سے عوام ابھی سنبھلی بھی نہیں تھی کہ جی ایس ٹی لاکر عوام کا جینا محال کردیا گیا؛ تاکہ عوام روزمرہ کی جدوجہد میں اتنی مصروف ہوجائے کہ سرکار کی کالی کرتوتوں پر اُس کی نظر نہ پڑے؛ لیکن جب پانی سر سے اوپر چڑھنے لگا اور اس طرح کے غیر جانبدارانہ فیصلوں کی وجہ سے ملک کی معاشی حالت دن بہ دن خستہ ہونے لگی اور اس کی زد میں کسانوں سے لے کر عام وخاص انسان آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے ملک میں بیروزگاری عام ہوگئی۔ دوسری طرف سرحد پہ تعینات جوانوں کی زندگیاں بھی داؤ پہ لگ گئیں، کئی سپاہیوں نے سوشل میڈیا کے ذریعہ سرکار کے خلاف غصہ کا اظہار کیا اس سے مودی سرکار کی طرف سے کئے گئے ۱۵/لاکھ, ایک سر کے بدلے دس سر جیسے دعوے بے بنیاد, جملے بازی وجھوٹے ثابت ہوئے. ایسے میں اپنی کرتوتوں کو چھپانے کی خاطر ملک میں مذہب کے نام پہ ہندو مسلم کا زہر گھولا گیا، جس کے لئے آئے دن رام مندر اور طلاق جیسے غیر ضروری معاملات کو ہوا دی گئی نتیجتاً عوام اصل مدعوں سے بھٹک کر ہندو مسلمان میں الجھ گئی۔

اسی بیچ 2019 کے عنقریب جب اپوزیشن پارٹی 4 سالہ کمبھ کرن کی نیند سے جاگی تو اُس کے ہاتھ رافیل ڈیل گھوٹالہ کی حقیقت آگئی اور ہندوستان بھر میں مودی چور ہے کہ نعرے گونجنے لگے اور مودی سرکار چاروں طرف سے اپوزیشن جماعت کے گھیرے میں آگئی۔ ان حالات میں بی جے پی کو اپنی نیّا کنارے پر ہی ڈوبتی نظر آنے لگی, ہندو راشٹر کا خواب دم توڑتا نظر آنے لگا۔ ایسے میں سیاسی بساط پہ بڑے ہی شاطر طریقے سے پلوامہ نامی حکم کا ایکا دوڑایا گیا اور بھولی بھالی عوام کے آگے سرجیکل اسٹرائک کا جھوٹا ڈرامہ رچ کر مودی جی ایک بار پھر سے مہان ہوگئے, اتنے مہان کہ اُن کی اگلی پچھلی تمام ناکامیاں کرتوت پلوامہ میں شہید ہوئے شہیدوں کے لہو میں ڈھل کر بی جے پی کا پھر سے شُدھی کرن ہوگیا اور ایک بار پھر 2019 کی جیت کا سہرا مودی جی کے سر بندھ گیا جس کے ساتھ ہی مودی سرکار ایک نئے جوش وعزائم کے ساتھ میدان میں کود پڑی اور اب اُن کے نشانہ پہ سیدھے سیدھے مسلمان ہیں ، کیونکہ ہندو راشٹر بنانے کے لئے جو منصوبہ بندی کی گئی ہے جو ایجنڈے تیار کئے گئے ہیں اُس کو انجام دینے کے لئے انہیں ہر لحاظ سے مسلمانوں کو کمزور بنانا ہوگا ،جس کے لئے مسلمانوں کے خلاف ہر طرح کا زور آزمایا جارہا ہے اور اندیشہ ہے کہ اس مرتبہ ہر وہ پینترے آزمائے جائینگے جو کسی کے بھی سوچ وگماں سے پرے ہیں۔ جس کی شروعات فی الحال این آرسی نامی وبا سے ہوچکی ہے جو 7 جون کو بی جے پی گڑھ کے چانکیہ کہلانے والے وزارت داخلہ امت شاہ کے نئے حکم نامہ کے تحت جاری کیا گیا ہے این آرسی یعنی (نیشنل رجسٹر آف سٹیفکیٹ) جس کی چپیٹ میں آسام کے 19 لاکھ باشندے آچکے ہیں اس میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ایسے لوگ بھی شامل ہیں جن میں کسی نے اپنی زندگی کے 30 سال فوج میں ملازمت کی ہے کارگل میں حصہ لیا اور صدر جمہوریہ کے ہاتھوں اپنی کارگردگی کے لئے اعزاز حاصل کیا اور 2017 کے بعد آسام بارڈر پولس میں سب انسپکٹر کے عہدے پر فائز ہیں, ان کے علاوہ آسام کی چیف منسٹر رہ چکی انورہ تیمور بھی این آرسی کی چپیٹ میں آچکی تھیں۔ جسے دیکھتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف اس بل کی سختی کا پتہ لگایا جاسکتا ہے کہ کیسے اس بل کو استعمال کر کے مسلمانوں کے رسوخ و دبدبہ کو بھی سرکاری اور سے دبایا جاسکتا ہے. ویسے تو اس بل کے متعلق سرکار کا کہنا ہے کہ یہ بل ہندوستان کی سیکورٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے بے حد ضروری ہے؛ کیونکہ سرحد پار کر کے گھُس پیٹھئے ہندوستان میں داخل ہو رہے ہیں جو ہندوستان کے لئے بہت بڑا خطرہ ہیں؛ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ یہاں پر بھی سرکار کا دوہرا رویہ صاف نظر آتا ہے جہاں ہندوؤں کو شرنارتھی کہہ کر ہندوستانی شہریت دی جارہی ہے وہیں مسلمانوں کو سیدھے سیدھے گھُس پیٹھیئے کہہ کر ہراساں کیا جائیگا انہیں بنگلہ دیشی وپاکستانی کہہ کر غیر ملکی قرار دیا جائیگا کیونکہ اس بل کا سیدھا ٹارگیٹ مسلمان ہی ہونگے اور آسام سے ہوئی شروعات بہت جلد پورے ہندوستان میں اپنے پیر پسارے گی اور ماں باپ کے آگے اولاد تو اولاد کے آگے ماں باپ کو غیر ملکی کہا جائیگا۔ اور اسی کے ساتھ ہی دوسرے طرف مودی سرکار کی جانب سے آرٹی آئی ترمیمی بل کو بھی پارلیمنٹ سے منظور مل گئی ہے۔ آرٹی آئی یعنی (رائٹ ٹو انفارمیشن ایکٹ) اردو زبان میں کہیں تو حق اطلاعات جس کو ہندوستانی عوام کا سب سے طاقتور قانونی ہتھیار مانا جاتا تھا جس کے استعمال سے سیاسی, سرکاری شعبوں کے ساتھ ہر تنظیم, ادارے, جماعتیں, این جی او اور سرکاری اسکیموں کے متعلق سماجی وصحافتی رضاکاروں کے ذریعے عوام تک سچائی پہنچتی تھی؛ لیکن اس ترمیم کے بعد سیاستدانوں کی چوری, ڈکیتی اور اُن کے کالے چٹھے سات پرتوں میں چھپے رہ جائینگے؛ کیونکہ ہندوستانی عوام کے ہاتھوں سے سچائی جاننے والا یہ برہماستر بھی چھین لیا گیا ہے۔ اور اس پہ ستم ظریفی تو دیکھیں ،2 اگست 2019 کو راجیہ سبھا میں ”یواے پی اے“ جیسا خطرناک بل پاس کروالیا گیا ہے جس کے بارے میں ڈی ایم سی کی مہوا موئترا نے کہا تھا ”سب تیرے سوا کافر“، انہیں کی طرح دگ وجے سنگھ نے کہا تھا کہ ” آپ مجھے ہی دہشتگرد اعلان کردیجیئے“ ان دونوں کے بیان سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ بل آنے والے دنوں میں مسلمانوں کے لئے کتنا خطرناک ثابت ہوسکتا ہے کیونکہ اس بل کے تحت کسی بھی شخص کسی بھی تنظیم کو محض شک کے بنا پر دہشتگرد قرار دے دیا جائے گا چاہے وہ کوئی صحافت سے جڑا ہو رائٹر ہو سوشیل ایکٹویسٹ ہو انقلابی پوئیٹ ہو یا کوئی بھی تنظیم, ادارہ اور جماعت ہی کیوں نہ ہو۔ ویسے بھی آئے دن کئی مسلم نوجوانوں کو دہشتگرد کہہ کر سالوں سال زندانوں میں ڈالا جارہا ہے, مدرسوں ومساجدوں کو دہشتگردی کا اڈا کہہ کر تفتیش کے نام پہ وہاں بے حرمتی کی جارہی ہے اور کئی مسلم تنظیموں و جماعتوں کو دہشت گردی کے جھوٹے الزامات لگا کر بین کرنے اُس سے جڑے نوجوانوں کے حوصلے توڑنے کی بھی کوشش جاری ہے ایسے میں یواے پی اے جیسی بل کا راجیہ سبھا سے منظور ہونا مطلب مودی سرکار کی تمام مسلم مخالف سازشوں کو کلین چٹ ملنے کی طرح ہے تاکہ وہ اس کا استعمال کر اپنی گندی سیاست کرتے ہوئے اپنے گھٹیہ منصوبوں کو انجام دے سکے۔

یہاں پہ غور طلب بات یہ بھی ہے، جدھر مودی سرکار نے آناً فاناً میں کئی سارے بل پاس کروادئے وہیں کشمیر سے 70 سالہ پرانہ 370 بل و35A کو اچانک ہٹا کر کشمیر کی خصوصی اہمیت کو ہی ختم کردی گئی ہے جو بہت کچھ سوچنے پہ مجبور کرتا ہے کیونکہ آرٹیکل 370 کے ہوتے ہوئے وادی کشمیر کو خصوصی درجہ حاصل تھا وہاں کی سرکار خود مختار تھی اور انہیں اپنے فیصلے آپ لینے کا اختیار حاصل تھا لیکن جیسے ہی اس کو ہٹایا گیا جموں کشمیر دو حصوں میں تقسیم ہوجائیگا اور آنے والے دنوں میں کشمیریوں پہ طلاق ثلاثہ سے لے کر وہ تمام قوانین عائد ہوجائینگے جو فی الوقت ہندوستانیوں پہ نافذ ہیں، اور خاص کر یواے پی اے جیسی بل کشمیری نوجوانوں کے مستقبل کے لئے بیحد خطرناک ثابت ہوسکتی ہے, ساتھ ہی 35A کے مطابق کل تک جو کشمیر کی سرزمین پہ صرف کشمیریوں کا حق ہوا کرتا تھا اب غیر کشمیری بھی اُس سرزمین کے مالک بن سکتے ہیں جس سے غریب کشمیریوں کو مالی نقصان سے دوچار ہونا پڑسکتا ہے سرکاری ملازمت سے لے کر سرکاری اسکیم ودیگر سہولیات جو صرف کشمیریوں کے لئے ہوا کرتی تھیں اب اُس کا فائدہ غیر کشمیری بھی اُٹھا سکتا ہے اور یہاں پہ کئی تجزیہ کاروں کا یہ بھی کہنا ہے کہ جیسے جموں میں کچھ سال قبل ہندوؤں کو بسا کر مسلمانون کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کردیا گیا تھا ٹھیک اُسی طرح کشمیر میں بھی ہندو آبادی کو بڑھا کر مسلم اکثریت کو گھٹانے کی کوشش کی جائے گی ساتھ ہی 40 فیصد مسلم آبادی والے لداخ کا بھی یہی حال ہوسکتا ہے تاکہ مستقبل میں بی جے پی وہاں پہ اپنا ووٹ بینک قائم کرسکے اور اسی کے ساتھ شدت پسند ہندوؤں وسیکولر کہلانے والوں کو اپنا مداح بنا سکے۔

اس صورتحال میں 2024 تک بی جے پی کا جو دعوی تھا ہندو راشٹر بنانے کا اُس کے لئے ایک طرح سے یہ اقدام کارآمد ثابت ہوسکتا ہے۔ ویسے بھی اندازہ تو یہ بھی لگایا جارہا ہے کہ اس طرح کے سیاسی داؤ پیچ کا استعمال کر کے بی جے پی مستقل کئی سالوں کے لئے کرسی اپنے لئے مضبوط کرچکی ہے۔ اور اس طرح کے قوانین کے چلتے شاید مستقل مسلمانوں کو بہت ساری پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑیگا, کئی قسم کی قربانیاں دینی پڑینگی بھلے وہ کشمیری مسلمان ہوں یا ہندی مسلمان ویسے بھی آج کے وقت میں بھاجپا کے لئے مسلمان کسی حکم کے ایکا سے کم نہیں ہے جن کے نام پہ وہ لگاتار اپنی سیاسی روٹیاں سیک رہے ہیں۔ اگر انہیں حقیقتاً ہندی مسلمانوں وکشمیری مسلمانوں سے ہمدردی ہوتی تو آج ملک بھر میں مآب لیچنگ کے خلاف سخت سے سخت قانون نافذ کئے جاتے ساتھ ہی ہندوستان میں تجارت وتعلیم کے لئے رہائش پذیر کشمیریوں کو ہراساں نہیں کیا جاتا، نہ ہی کشمیر سے محبت وکشمیریوں سے بیرخی کا مظاہرہ کیا جاتا جس کے چلتے کشمیری عوام کو کئی دنوں سے نظر بند کیا گیا ہے, کرفیو لگا کر انٹرنیٹ اور رابطہ کی دیگر سہولیات بند کردی گئی ہیں جو بیحد افسوسناک ہے، آج ان تمام حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمانوں اور خود کو سیکولر کہنے والی جماعتوں کو اپنے وملک کے مستقبل کو لے کر بہترین منصوبہ بندی کرنی ہوگی؛ ورنہ آج مسلمان تو کل دیگر اقلیتی طبقات بھی بھاجپائیوں کی نفرت سے بچ نہیں پائینگے، کیونکہ:

لگے گی آگ تو آئینگے گھر کئی زَد میں
یہاں پہ صرف ہمارا مکان تھوڑی ہے